Dudh By Devi Dyal 1905 G.K.V.

1692

Mohamad

Mh? [illegible]

75

"پیر شو بیاموز" نمبر ۱۹

دودھ

مصنفہٗ

لالہ دیوی دیال صاحب

جسکو

مینیجر امپیریل بک ڈپو دہلی

نے

برائے افادہ عام طبع و شائع کیا

سنہ ۱۹۰۵ء

در امپیریل بک ڈپو پریس دہلی
بحسن اہتمام لالہ جیون لال صاحب مینیجر مطبع طبع گردید

بار اول تعداد جلد

دیباچہ

کتاب "گھاس چارہ" لکھنے کے بعد میرے دل میں قدرتاً یہ خیال پیدا ہوا تھا کہ مویشیوں کی پرورش اور مضمون دودھ کے بارہ میں بھی کچھ لکھنا چاہیئے - بظاہر اِس وقت تعلیمیافتہ اصحاب کی توجہ اِس کی جانب بہت ہی کم پائی جاتی ہے - مگر اس میں کسیکو کلام نہیں ہوسکتا کہ یہ بذاتہ ایک اہم اور بہت ضروری مضمون ہے - اگر اس کے متعلق ابھی سے کچھ لکھنا شروع کر دیا جاوے تو اُمید کی جاسکتی ہے کہ جلدی یا کسیقدر دیر میں ہمیں وہ بات حاصل ہوجاوے جسکے بغیر اِندنوں سخت نقصان ہو رہا ہے +

دُودھ اور دُودھ سے جس قدر اشیا طیار ہوتی ہیں یا ہوسکتی ہیں اُن پر اگر زیادہ نہیں واجبی ہی غور کیا جاوے تو تھوڑے ہی عرصہ میں یہاں جابجا پُرمنفعت کارخانجات جاری ہوسکتے ہیں - یہ کارخانے اہلِ ملک کے حق میں لاانتہا برکات کے سرچشمے ثابت ہونگے - یہ میرا اعتقاد واثق ہے - اِسوقت دودھ سے اِس

ملک میں جسقدر چیزیں طیار ہوتی ہیں وہ انسان کے خورد نوش کے مصرف میں آتی ہیں مگر یوروپ میں دُودھ سے آرایشی سامان اور زیب و زینت کی مصنوعی اشیاء بھی کثرت سے بنائی جاتی ہیں چنانچہ مینے ایک انگریزی رسالہ میں پڑھا تھا کہ ایک بڑے گاؤ خانہ کا جہاں کئی ہزار گائیں ہیں سارا دُودھ محض موتی بنانے کے لئے ایک کارخانہ کو بھیجا جاتا ہے۔ دُودھ کے قطروں کو ایک خاص ترکیب کیمیائی سے منجمد کیا جاتا ہے زاں بعد اُنھیں جلا دی جاتی ہے +

مجھے یاد ہے۔ شائد دو یا تین سال ہوئے ہونگے الہ آباد یونیورسٹی کے سالانہ جلسہ کی تقریب پر تقریر فرماتے ہوئے ہز آنر سر جیمیس لاٹوش صاحب بالقابہ لفٹنٹ گورنر و چیف کمشنر ممالک متحدہ آگرہ و اودھ نے اعلےٰ درجہ کے تعلیمیافتہ نوجوانوں کی خاص توجہ کے لئے مضمون "دُودھ" اور مویشیوں کی پرورش" پر اپنی رائے مبارک ظاہر فرمائی تھی۔ اثنائے تقریر میں صاحب ممدوح نے یہ ایماء فرمایا تھا کہ یہ صیغہ کچھ کم نفع انگیز ثابت نہیں ہوگا۔ قیاس غالب یہ ہے کہ اگر دلی شوق سے کوئی با وقعت تحریک تعلیمیافتہ اصحاب کی جانب سے وسیع پیمانہ پر قائمی کارخانجات دُودھ مکھن وغیرہ کے بارہ میں ہوتی تو گورنمنٹ ممالک متحدہ حوصلہ افزائی میں دریغ نہ فرماتی +

ہندوستان میں چند سرکاری گاؤ خانے عرصہ سے قائم ہیں اسوقت تک انہیں جہانتک سُنا گیا ہے خاطر خواہ کامیابی نصیب ہوئی ہے

بڑی بڑی چھاؤنیوں میں بھی افواج اور فوجی افسروں کے لئے سرکاری یا ٹھیکہ داروں کے گاؤ خانے قائم ہوگئے ہیں اور ہوتے جاتے ہیں۔ بالتحقیق معقول منافع ہوتا ہے۔ دُودھ اور مکھن کے قدر دان خالص اور عمدہ شئے کے سامنے نرخ میں کسی قدر کمی بیشی کا چنداں خیال نہیں فرماتے۔ بایں ہمہ میرا خیال یہ ہے کہ بعینہٖ اُن کی تقلید ہر جگہ آسانی سے نہیں کی جاسکتی۔ ہر طرح کی سہولتیں جیسی سرکار کو حاصل ہیں ویسی ہر ایک کو میسّر نہیں آسکتیں۔ البتہ مطالعہ۔ مشاہدہ اور عملی تعلیم کیلئے یہ گاؤ خانہ درسگاہوں کا کام دے سکتے ہیں۔ تجارتی اصُول پر جا بجا دُودھ کے کارخانے کم درجہ کے بھی قائم کئے جاسکتے ہیں اور یہ ہی امر سردست قابل خاص توجّہ ہے۔ مگر یہ امر کسی حالت میں نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے کہ بغرض تجارت جا بجا دُودھ کے کارخانے قائم ہوجانے پر بھی میری رائے میں تکمیل غرض و حصُول مدعا متصوّر نہیں ہوسکتا تا وقتیکہ خانگی گاؤ خانوں میں ضروری اصلاح اور حسب مُراد ترقّی ظہور میں نہ آوے۔ اگر مُلک کی آبادی کے لحاظ سے اوسط نکالی جاوے تو اغلب ہے کہ اسّی فیصدی سے زیادہ اشخاص دودھ دینے والے مویشی پالتے ہونگے۔ اِس تعداد پر جبتک نمایاں اثر نہ ہو ترقّی کی صُورت ہم کیونکر دیکھ سکتے ہیں +

میری رائے میں وہ اصحاب فی الحقیقت حبیب الوطن کہلانے

کے مستحق ہیں جو صدق دل سے اِس مُلک کی مُفلسی دُور کرانے کیلئے جدوجہد کرتے رہتے ہیں یا لوگوں کو مسئلہ "خوراک" کی قدر و منزلت اور اُس کے نتائج و اثرات ذہن نشین کرانے میں سعی فرماتے رہتے ہیں۔ عالم دُنیا داری و قبیلداری میں افلاس و نکبت باعث نحوست ثابت ہوتے ہیں۔ عُسرت اور تنگدستی کی حالت میں انسان کے خیالات سُست حوصلے پست اور ارادے ناپائدار ہوا کرتے ہیں۔ جو بات دل میں پیدا ہوتی ہے مایوسانہ زندگی بہت جلد تلخ ہو جاتی ہے اور دُنیا و مافیہا سے بےخبری پسند خاطر ہوتی ہے۔ جہاں یہ کیفیت ہو وہاں کیا خاک جسمانی۔ دینی روحانی۔ اور تمدّنی ترقی ہو سکتی ہے۔ یہی رُتبہ مسئلہ خوراک کا ہے جسپر اکثر اصحاب توجہ کرنا غیر ضروری بلکہ خلاف شان تصوّر فرماتے ہیں۔ ایک فیلسوف کا قول ہے کہ انسان اپنی زندگی میں بھی کئی طرح بہشت کا لطف حاصل کر سکتا ہے۔ مثلاً آنکھ کے ذریعہ خوبصورت اشیاء اور خوشنما منظر دیکھ کر ناک کے ذریعہ خوشبویات سُونگھ کر۔ زبان کے ذریعہ نفیس اور لذیذ کھانے کھا کر۔ جسم کے ذریعہ اسے صاف رکھکر اور موزوں اور عمدہ لباس پہنکر کانوں کے ذریعہ شیریں اور خوش آہنگ آواز سُنکر۔ غرض پُر غذائیت صحت افزاء اور لذیذ کھانے بھی انسان انسان کو تندرست و توانا اور کئی طرح کی بیماریوں سے محفوظ رکھتے ہیں۔ زمانۂ حال کے ایک بڑے باکمال بزرگ کا قول ہے کہ اِس ملک کے باشندے

جہاں کچھ عرصہ سے اور کئی کارآمد اور مفید باتوں سے بے خبر ہوگئے ہیں وہاں کھانے کی ماہئیت اور اُسکے بنانے کی ترتیب سے بھی قریب قریب نا آشنا نظر آتے ہیں۔ اسی طرح ایک فاضل ڈاکٹر صاحب نے اِس مُلک کے باشندوں کی صحت کے مطالعہ کے بعد یہ رائے ظاہر فرمائی ہے کہ یہاں کے باشندے اِسوقت پُوری خُوراک نہیں کھاتے۔ کچھ وسعت نہونے کے باعث اور زیادہ تر خوراک کا علم نہونے کی وجہ سے یعنی کیا کِس موسم میں۔ کِس مقدار میں اور کِس طرح کھانا چاہیئے +

تمام مستند ڈاکٹر اِس امر پر مُتفق الرائے ہیں کہ انسان کیلئے چرب اشیا (مثلاً دُودھ مکھن۔ مسکہ۔ بالائی وغیرہ) کا استعمال روز مرّہ کافی مقدار میں بطور خوراک لازمی ہے تاکہ جسم کے اندرونی چھوٹے چھوٹے خانے تر اور چکنے رہیں۔ اِس صورت میں جسم کے اندر مختلف امراض کے کِرم بآسانی اپنا عمل دخل نہیں کر سکتے۔ اب غور طلب امر یہ ہے کہ اِس باوقعت رائے کی بوجہ احسن تعمیل کیونکر ہو سکتی ہے۔ اِس میں شُبہ نہیں کہ بہت سے بوجہ کمی مقدرت معذور ہیں۔ اور جنہیں مقدُور ہے اُنہیں ہر جگہ سہولیت کے ساتھ خالص اور حسب منشاء چیز نہیں مِل سکتی۔ بازاروں میں عام طور پر جیسا دُودھ۔ مکھن۔ مسکہ۔ پنیر۔ دہی اور بالائی وغیرہ فروخت ہوتی ہے ظاہر ہے۔ دراصل یہ اشیاء بجائے صحت بخش ہونے کے باعث امراض ثابت ہوتی ہیں۔ اکثر اصحاب اِن کی جانب سے اس درجہ مکدّر خاطر ہو جاتے

ہیں کہ وہ اِن کے بغیر رہنا پسند کرتے ہیں۔ اِن کا استعمال اُنہیں گوارا نہیں ہوتا +

یورپ کے گاؤ خانوں کی ساخت۔ اُنکے انتظام اور جملہ کارروائیوں کی بجنسہ نقل اِس مُلک میں خارج از بحث ہے۔ فی الحال ہم کسی رائے کو قابل تعمیل قرار نہیں دیسکتے۔ جسکے قائم کرتے وقت حالات ملک۔ اختلاف آب وہوا اور مالکان مویشی کی مالی استطاعت و استعداد اور طرز تمدّن نظر انداز کردیا جاوے۔ میں ایک عرصہ سے سوچ رہا تھا کہ اِس مقصد کے حاصل کرنیکے لیئے شائد یہ ترکیب کارگر ثابت ہو کہ کچھ ایسا سامان فراہم کیا جاوے جس کی جانب عوام الناس دلی شوق سے راغب اور مائل ہوں اور بہت جلد وہ خود بخود اپنے عمل اور بالمقابل کارروائیوں کے حسُن و قبح کو خاطر نشاں کرسکیں۔ جو بات صحیح اور واجبی ہوتی ہے وہ اگر فی الفور نہیں تو کچھ عرصہ بعد اپنا اثر کیئے بغیر نہیں رہ سکتی +

گاؤ خانوں اور مویشیوں کی پرورش کے متعلق سب سے مقدم سوال چارہ کا ہے جسے حتی الامکان مینے اپنی کتاب موسومہ "گھاس چارہ" طبع ثالث میں حل کرنے کی کوشش کی ہے +

دلی شوق۔ کامل توجّہ اور فراخدلی سے اگر کوئی تجربہ کیا جاوے تو (خواہ وہ کیسا ہی محدود مختصر اور مُنکسر ہو) اُس کی وقعت انجام میں ضرور ہوتی ہے وجہ یہ کہ تجربہ کار کی رائے اُس معاملہ کے

متعلق اپنا اثر کئے بغیر نہیں رہ سکتی۔ تجربہ کار کو رائے زنی کے موقعہ پر ایک خاص رعب حاصل ہوتا ہے جو غیر کو ہو نہیں سکتا۔ اِن تمام وجوہات کو مد نظر رکھکر یہ بوثوق کہا جا سکتا ہے کہ اعلےٰ درجہ کے تجربہ کاروں کے مُفید تجربات کو مجتمع کر کے اور ترتیب دیکر سلیس پیرایہ میں عوام کے روبرو پیش کرنا بھی کسی حالت میں لا حاصل اور غیر مفید کام شمار نہیں ہوسکتا۔ یہ بھی ایک خدمت ہے گو اِس کا منصب و مرتبہ بلند نہو۔ اِس کتاب کے پیشکش عوام کرنے میں بجنسہ یہی حیثیت راقم کی ہے +

اِس نسخہ کی طیاری میں اس فن کی صرف چند انگریزی کتابوں سے امداد لی گئی ہے اور کسی سے نہیں۔ اِس میں دو اُمور کا لحاظ مقدّم رکھا گیا ہے۔ اول یہ کہ اسکے مطالعہ سے عوام کے دلوں میں اِس مضمون کی جانب دلی شوق پیدا ہو جاوے۔ دوم مویشیوں کیساتھ دانستہ یا نا دانستہ جو تکلیف وہ سلوک کئے جاتے ہیں وہ آیندہ نہوں برعکس اِس کے دُودھ سی لاثانی شئے کے معاوضہ میں اُنکی بوجہاحسن پرورش اپنے ذمّہ لازمی سمجھیں اور اُنہیں ہر حالت میں آرام دینا اپنا فرض منصبی قرار دیں +

دیوی دیال
ماہ مئی ۱۹۰۵ء

ضروری مراتب متعلق گاؤ خانہ

مسٹر آئزا ٹوبڈ صاحب نے انتظام گاؤ خانہ اور گایوں کی پرورش کے بارہ میں آپنے مدت دراز کے ذاتی تجربہ کی بناء پر انگریزی میں ایک کتاب شائع کی ہے جسے اِس فن میں لاریب لاثانی کہنا بیجا نہیں ہوگا۔ وہ تحریر فرماتے ہیں کہ جب مینے ہوش سنبھالا تو سب سے پہلے یہ سبق سیکھا کہ اگر میں کسی فن میں کمال اور کامیابی کا خواستگار ہوں تو مجھے اپنا کام آپ کرنا چاہیئے۔ دُوسروں پر اُسے چھوڑنا صحیح نہیں ہوگا۔ زاں بعد مجھے یہ سِکھایا گیا کہ جس کام کو شروع کیا جاوے اُس کی فروعات میں بھی خود حاوی ہونا لازمی ہے۔ دُنیا کے ہر ایک کاروبار کی طرح مویشیوں کی پرورش بھی اپنے ذاتی اہتمام اور اپنی خاص ذاتی نگرانی میں ہوتی واجب ہے۔ جبتک اُس کے ہر ایک جُزو پر ذاتی توجہ نہ کی جاویگی اور ہر ایک راز کو خود نہ سمجھا جاویگا خاطر خواہ کامیابی ناممکنات سے ہے۔ اِس بارہ میں ذرا سا تساہل یا خفیف عدم توجہی بھی اکثر نُقصان عظیم و دل شکن مایوسی کا موجب اصلی ثابت ہوا کرتی ہے۔ اگر کسی صاحب کو اپنے مویشیوں کی جانب توجہ کرنے کے لئے وقت نہ ملے یا اُن کی جانب میلان طبع نہو تو یہ انسب ہوگا کہ اُنہیں علیحدہ کر دیا جاوے۔ وہاں جان سمجھ کر

کسی شے کو پاس رکھنا باعث فرحت و منفعت نہیں ہوسکتا۔کام کے بعد آرام قدرتی بات اور یہ عین ضروری ہے۔ اس کے بغیر صحت کو اصلی حالت پر قائم رکھنا یا دماغ کو تر و تازگی دینا ممکن نہیں ہوسکتا۔ کوئی کیسا ہی محنت شاقہ کا عادی ہو وہ بھی ایک وقت مقررہ پر تفریح طبع کا خواہاں ہوتا ہے۔ ہاں اُن لوگوں کا ذکر نہیں ہے جو زندگی کی قدر و منزلت نہیں جانتے اور نہ سمجھنے اور پہچاننے کی کوشش کرتے ہیں۔ تفریح طبع کے صدہا مختلف سامان ہوا کرتے ہیں مثلاً باغات کی سیر۔ اپنے باغیچوں میں خود اپنے ہاتھ سے کچھ کام کرنا۔ سواری۔ ہوا خوری۔ تصویر کشی۔ دل خوش کُن گفتگو۔ ورزش۔ اخبار و کتب بینی۔ علےٰ ہذا۔ اشغال فرحت میں گائیں پالنا بھی داخل ہے۔ تفریح کے علاوہ یہ نفع انگیز بھی ہے۔ میرے دل میں بارہا یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ اگر آسودہ حال یوروپین و ہندوستانی اصحاب کے خانگی گاؤ خانے ہوں جہاں گایوں کی پرورش باقاعدہ و با اصول ہوا کرے تو بیماریاں کم ہو جاویں۔ گراں قیمت پر بھی خالص دودھ۔ مکھن۔ مسکہ وغیرہ نہ ملنے سے جو غصہ دل میں پیدا ہوتا ہے نہ ہوا کرے اور مویشیوں کی نسل ترقی پذیر ہو جاوے۔ گائیں پالنے میں زیادہ روپیہ اور وقت صرف نہیں ہوا کرتا بشرطیکہ اس فن سے آگاہی ہو۔ مگر یہ علم بغیر تحصیل۔ بغیر شوق مطالعہ اور متواتر تجربات حاصل ہونا محال ہے۔ اس ملک میں بہت کم ایسے اصحاب ہونگے جو مویشیوں کی حالت تندرستی اور علالت کی حالت میں معقول احتیاط اور طریق پرورش سے ماہر

ہوں۔ اکثر اصحاب اپنے قیمتی مویشیوں کو کلیتاً اپنے نوکروں کے سپرد کرکے اُن کی جانب سے مطمئن ہو جاتے ہیں اور گوالوں اور اناڑی آدمیونکے ہر ایک لفظ کو فی الفور تسلیم کرلیتے ہیں خواہ اُنکا بیان یا اُنکی رائے ازسرتا پا لغو محض ہو۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اچھّے سے اچھّے مویشی بھی بہت جلد دائم المریض یا کمزور ہو جاتے ہیں۔ مالک کو بجائے دُودھ دینے کے تکلیف دیتے ہیں۔ اور رفتہ رفتہ زیربار کر دیتے ہیں۔ قریب قریب ہر ایک ضلع میں سلوتری یا مویشیوں کے سند یافتہ معالج ہوتے ہیں۔ وقت ضرورت اُن سے یا تعلیمیافتہ تجربہ کار اصحاب سے رائے لینے میں پس و پیش نہیں ہونی چاہیئے۔ جاہلوں کی رائے پر عمل کرنے میں سراسر نقصان متصور ہے۔ باقاعدہ علاج کرانے میں گو ایک حد تک صرف ضرور ہوتا ہے مگر انجام میں یہ طریق موجب کفایت ثابت ہوگا +

گائیں پالنے کے فوائد

بعض اصحاب گائیں شوقیہ پالتے ہیں (وجہ یہ کہ اُنہیں خوبصورت مویشیوں سے بالطبع اُنس ہوتا ہے) بعض ضرورتاً اور اکثر نفع کی غرض سے۔ اصل غرض کچھ ہی ہو اسمیں شک نہیں ہو سکتا۔ اگر خانگی ضروریات کے لحاظ سے گائیں پالی جاویں تو سب سے بڑا مفاد یہ ہوتا ہے کہ دُودھ خالص میسّر آتا ہے۔ خالص دُودھ صحت کے لیئے

اشد ضروری ہے۔ بعض اشخاص دودھ نہیں پیتے مگر مکھن یا مسکہ
زیادہ استعمال کرتے ہیں۔ اگر دودھ غیر خالص اور مضر صحت ہوگا
تو لازمی امر ہے کہ اس سے طیار کیا ہوا مکھن اور مسکہ بھی خلل انداز
صحت ہو۔ اگر بعض اصحاب اپنی صحت کی قائمی کی نسبت چنداں
توجہ فرمانا نہیں چاہتے اور اپنے جسم کو غیر خالص دودھ اور خراب
مکھن و مسکہ کے استعمال سے زہر آلودہ کرنے میں تامل نہیں
فرماتے تو کم از کم انہیں اپنے کنبہ۔ لواحقوں اور دوستوں کی صحت
کا تو ضرور خیال ہونا چاہیئے جو اُن کی طرح اپنی جان سے بیزار
نہیں ہیں اور نہ اس امر کے خواہاں ہیں کہ بڑے تپاک سے
امراض و مرگ کو مدعو کریں۔ المختصر خالص دودھ کی خوبیوں کے
بارہ میں جسقدر لکھا جاوے کم ہے لیکن یہ ضروریات زندگی کی
اعلےٰ درجہ کی شئے گوالوں اور دودکانداروں سے شاذ و نادر دستیاب
ہوسکتی ہے۔ نہ یہ چیز مریض اور ادنےٰ نسل کے مویشیوں سے
حاصل ہوسکتی ہے اور نہ ایسوں سے جنہیں معقول خوراک
نہ ملتی ہو ✣

ایک تجربہ کار صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ اگر عوام کو گوالوں اور
دودھ بیچنے والوں کی بے ایمانیوں اور کراہت انگیز کارروائیوں کی
صحیح کیفیت معلوم ہوجاوے تو اغلب ہے کہ وہ کبھی اُن کے
دودھ کو ہاتھ تک نہ لگاویں۔ اکثر یہ دودھ میں میلا اور بدبودار پانی

ملا دیتے ہیں اور بعض سڑے ہوئے نالابوں کے پانی سے اپنے غلیظ کپڑے تر کرکے آنکھ بچاکر دُودھ میں نچوڑ دیتے ہیں۔ بعض اپنے میلے ہاتھوں کو دُودھ میں دھو لیتے ہیں ذرا پس و پیش نہیں کرتے۔ بعض دُودھ میں چاک مٹی کا سفید پانی ملا دیتے ہیں۔ بعض میدہ اور بتاشے پانی میں گھول کر دودھ میں شامل کردیتے ہیں۔ اِسی طرح سے اور بیسیوں ترکیبیں جو یہ لوگ حسب موقعہ و محل کرتے ہیں قابل تذکرہ نہیں ہیں۔ اِن لغو باتوں کو یہ لوگ اپنے کاروبار کے بھید سمجھتے ہیں۔ اب پُرانی ترکیبوں کیساتھ نئی ترکیبیں بھی شامل ہوتی جاتی ہیں۔ بعض گوالے ولائتی[1] جمے ہوئے دُودھ کے ٹین خرید لیتے ہیں اور انہیں بہت سے پانی میں گھول کر اپنے دُودھ کے ساتھ ملا دیتے ہیں۔ مکھن نکالے ہوئے دُودھ کو اپنے دُودھ کے ساتھ شامل کرکے فروخت کردیتے ہیں +

ایسے دُودھ میں اگر آلہ لگا کر بھی دیکھا جاوے تو وہ کام نہیں دیتا۔ بعض بھینس کے دُودھ میں بہت سا پانی ملاکر اُسے گائے کے دُودھ کی طرح پتلا کرلیتے ہیں۔ ازاں بعد اُسے گائے کے دُودھ کے ساتھ ایک کردیتے ہیں بھینس کا دُودھ گاڑھا ہوتا ہے اِس لئے اُس میں زیادہ پانی کھپ جاتا ہے مکھن کے ساتھ اکثر پکے ہوئے کیلوں کو کل کر پھینٹ لیتے ہیں۔ اِس ترکیب سے آسانی سے معلوم نہیں ہوسکتا کہ مکھن میں آمیزش ہے یا نہیں

[1] Swiss tinned milk

یہ تمام آمیزشیں انتہا درجہ صحت کے حق میں مُضر ہیں۔ سب لوگ اِن چالاکیوں کو سمجھ نہیں سکتے اِس لئے مال خریدنے میں نا واقف اعتراض ہی کیا کرسکتے ہیں ٭

تمام تجربہ کار اس رائے سے متفق ہیں کہ اگر ڈھنگ سے گائیں پالی جاویں تو بڑی کفایت رہتی ہے۔ اندازہ لگایا گیا ہے کہ کلکتہ میں جو ایک بڑا شہر ہے اور جہاں دُودھ کا خرچ بہت زیادہ ہے اچھا اور پینے کے قابل دُودھ بالاوسط ایک روپیہ کا چھ سیر ملتا ہے۔ وہاں ۶ سیر دُودھ دینے والی گائے کا خرچ ۶؍ سے ۸؍ تک یومیہ ہوتا ہے اِس سے زیادہ کبھی نہیں۔ بڑی نسل کی گائے کا صرف بھی جو ۹ سے ۱۲ سیر تک دُودھ دیتی ہے ۸؍ روزانہ سے زیادہ نہیں ہوتا۔ پس صاف عیاں ہے کہ اگر بڑے بڑے شہروں میں بھی اچھی نسل کی اور زیادہ مقدار میں دُودھ دینے والی گائیں اگر سوچ سمجھ کر پالی جاویں تو کفایت متصور ہے کلکتہ کا اندازہ میری رائے میں ایک دو گائیں پلنے کا نہیں ہے بلکہ زیادہ تعداد میں۔ وہاں ایک دو گائیں پالنے میں بھی غالبًا یہی صرف ہوتا ہوگا۔ مگر اُس حالت میں کہ مکان علیحدہ کرایہ پر نہ لیا جاوے اور کام کسی سے اُجرتًا نہ کرانا پڑے ٭

اگر گائیں پالنی مدِنظر ہوں تو بڑی نسل کی پالنی چاہئیں جو زیادہ دُودھ دیں۔ چُونکہ دُودھ کی کوئی شے بیکار نہیں جاتی اِس

لئے یہ احتمال ہو نہیں سکتا کہ زائد دُودھ کا کیا کیا جاسکتا ہے۔ مکھن۔مسکہ۔ بالائی۔ ربڑی۔ اور ماوا وغیرہ حسب شوق اور ضرورت طیار کرا سکتے ہیں۔مسکہ (روغن زرد) اور ماوا (کھویا) ایسی اشیاء ہیں کہ اُنھیں ہر ایک موسم میں بہت دیر تک رکھ سکتے ہیں اور بگڑنے کا اندیشہ نہیں ہوتا۔ گائے کے ایک ایک سال کے بچھڑے اور بچھیاں بھی خاصی قیمت پا جاتی ہیں۔گوبر گو زیادہ تر لکڑیوں کی جگہ جلایا جاتا ہے۔مگر تاہم بہت کُچھ کھاد کے طور پر بھی استعمال کیا جاتا ہے۔جن اصحاب نے مدت دراز تک ہمارے کھیتوں اور باغوں کی اصل ضروریات کا خاص مطالعہ فرمایا ہے اُن کی قطعی رائے یہ ہے کہ جہانتک ممکن ہوسکے گوبر جلایا نہ جاوے گو راکھ بھی عمدہ کھاد ہے مگر اس میں وہ کئی جُزو نہیں ہوتے جو گوبر میں ہوا کرتے ہیں۔ اِس کی مفصل بحث مویشیوں کے بول و براز کی کھاد طیار کرنے کے ضمن میں کی جاسکتی ہے۔جس طرح گوبر کے اُپلے پاتھ کر بیچے جاسکتے ہیں اُسی طرح اگر گوبر کی کھاد (اگر ضرورت سے زیادہ ہو) تو اچھے داموں فروخت کیجاسکتی ہے۔ غرض تمام تجربہ کاروں کی یہی رائے ہے کہ میدانوں اور پہاڑوں دونو جگہ ڈھنگ سے گائیں پالنے میں سراسر فائدہ رہتا ہے نقصان کسی طرح کا نہیں ہوتا مگر شرط بہر حال یہ ہے کہ ذاتی نگرانی کبھی کم نہ کیجاوے اور گوالوں وغیرہ پر ایک حد سے زیادہ بھروسہ نہ کیا جاوے۔ ورنہ

یہ مویشیوں کی عادات ایسی بگاڑ دیتے ہیں کہ اوروں کے وہ یک بیک قابو میں نہیں آتے اور مال کا بھی برابر نقصان ہوتا رہتا ہے۔

گایوں کی نسلیں

جن اصحاب کی رائے مویشیوں کی داشت کی نسبت با وقعت سمجھی جاتی ہے۔ اُن کا قول یہ ہے کہ بجائے ادنے نسل کی چار پانچ گائیں پالنے کے بہتر یہ ہے کہ اعلےٰ نسل کی صرف ایک گائے پالی جاوے۔ ادنے و اعلےٰ نسل کی گایوں کی خوراک اور داشت میں تفاوت بہت ہی کم ہوتا ہے مگر دودھ کی مقدار میں بڑا بھاری فرق پڑتا ہے ادنے نسل کی تین چار گائیں جسقدر دودھ دیتی ہیں اعلےٰ نسل کی ایک ہی گائے سے اُسقدر حاصل ہو جاتا ہے۔ اور یہ صحت افزا اور قابل تعریف بھی ہوتا ہے۔ اس میں شُبہ نہیں ہے کہ ادنے نسل کی گائیں کم داموں میں آجاتی ہیں مگر بعد میں اُن کی وجہ سے جو زیر باری ہوتی ہے اُسے بہت زیادہ سمجھنا چاہیئے۔ ادنے نسل کی گایوں کے بچھڑے بچھیاں قیمت بھی کم پاتی ہیں اور دیکھنے میں بہت خوبصورت نہیں ہوتیں۔ مگر یہ واضح رہے کہ مویشی خواہ کیسے ہی قیمتی اور اعلےٰ نسل کے ہوں اگر اُنہیں خوراک معقول نہیں ملیگی۔ اُن کے رہنے کی جگہ

موزوں نہیں ہوگی اور اُن کی غور و پرداخت میں کمی کی جاویگی تو وہ بہت جلد ادنےٰ نسل کے مویشیوں سے بھی بدتر ہوجاوینگے

اس مُلک میں مندرجۂ ذیل نسلوں کے مویشی اچھے سمجھے جاتے ہیں +

ہانسی یا حصار۔ تمام مُلک میں اِن سے بڑھکر گائے اور بیل اب تک دریافت نہیں ہوئے ہیں۔ جابجا انہیں مویشیوں کی نسل افزائی کی کم و بیش کوشش کیجاتی ہے۔ ہانسی حصار کی گایوں کا دودھ درجۂ اول کا ہوتا ہے بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ لاثانی +

ناگوری۔ بیل بہت اچھے ہوتے ہیں مگر گایوں کا دُودھ قابل تعریف نہیں ہوتا +

نلور۔ ضلع مدراس میں واقع ہے۔ نلوری گائیں زیادہ اور اچھے دُودھ کے لئے مشہور ہیں +

سورت۔ کاٹھیاواڑ۔ گجرات کی گائیں ہانسی حصار کی گایوں سے بہت مشابہ ہوتی ہیں۔ عمدہ دُودھ دیتی ہیں +

گوگیرہ ملتان کی گائیں بھی اچھی سمجھی جاتی ہیں +

سندھ کے علاقہ کی بھی بعض نسلیں خاصی ہوتی ہیں +

ہمارے بعض پہاڑوں پر انگلستان کی گایوں کی چند نسلیں پائی جاتی ہیں۔ بعض شوقین یوروپین اصحاب انہیں پالتے ہیں اور

صرف کثیر برداشت کرتے ہیں۔ میدانوں میں اِن کی داشت ہر ایک موسم میں آسان نہیں ہے +

گائیں خریدنا

اگر پہلے گائیں موجود نہوں اور صرف خانگی مطالب کے لئے گایوں کی خریداری مدنظر ہو تو بہتر طریق یہ ہے کہ پہلے ایک گائے اچھی نسل کی جو دس بارہ سیر پختہ دودھ دیتی ہو اور جسے بچہ دیئے زیادہ عرصہ نہوا ہو لی جاوے۔ اس کے خریدنے کے پانچ ماہ بعد ایک اور پورے دُودھ کی گائے خرید لی جاوے اسی طرح تیسری گائے دُوسری کے پانچ مہینے بعد۔ اِس ترکیب پر عمل کرنے سے سالہا سال تک دودھ یکساں حاصل ہوتا رہیگا۔ کبھی کمی نہیں ہوگی اگر ایک کا دُودھ کم ہوجاویگا یا وہ دُودھ دینے سے رُک جاویگی تو دُوسری پورے دُودھ پر ہوگی۔ جب اِس کے دُودھ میں کمی ہونے لگے گی پہلی بچہ دیدیگی۔ مگر یہ اُمید بلا مناسب غور و پرداخت فضول ثابت ہوگی +

جو اشخاص محض دُودھ اور نفع کی غرض سے گائیں پالتے ہیں وہ اکثر یہ کیا کرتے ہیں کہ جبتک گائیں پورا دُودھ دیتی رہیں اُنھیں رکھتے ہیں جہاں دُودھ میں کمی نظر آنے لگی فی الفور دام کھڑے کرلیتے ہیں۔ یہ طریق ممکن ہے کہ بعض گوالوں یا کارخانجات دُودھ کے مالکوں کو کسی موقعہ پر کسی قدر سود مند ثابت ہو مگر جو اصحاب گائیں اِس غرض

سے پالنا چاہتے ہیں کہ اُن کا دُودھ خانگی استعمال میں لائیں یا جو شوقیہ پالتے ہیں اُن کے لیئے یہ ہرگز مُفید نہیں ہوسکتا۔ وجہ صاف ظاہر ہے کہ عمدہ گائیں ہر جگہ اور ہر وقت بآسانی و اچھی قیمت پر مل نہیں سکتیں پس اچھی شے کا ہاتھ سے ذرا سے لالچ میں آکر کھو دینا شیوۂ دانشمندی سے بعید ہے۔ یہ امر کسی حالت میں داخل دُور اندیشی نہیں ہوسکتا۔ کفایت شعاری کے لحاظ سے بھی اگر دیکھا جاوے تو یہ وطیرہ صحیح نہیں ہوگا۔ اچھی گائیں کچھ عرصہ خشک رہنے کے بعد جب دُودھ دینا شروع کرتی ہیں تو ساری کسر نکال دیتی ہیں۔ اگر کسی خاص وجہ سے یا بدرجہ مجبُوری عمدہ مویشیوں کا فروخت کرنا ہی مدنظر ہو تو بہتر یہ ہے کہ بطریق موزوں اس امر کی تشہیر کی جاوے تا کہ شایقین اُنھیں خرید سکیں۔ عمدہ مویشیوں کا ایسے اشخاص کے ہاتھ میں دینا جو اُن کی قدر نہ کریں یا ضائع کر دیں نہایت افسوس کے قابل بات ہے بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ مُلک کے حق میں یہ بیرحمی اور کم فہمی موجب نقصان عظیم ہے +

گائیں خریدنے میں کسی قدر احتیاط کی بھی ضرورت ہوتی ہے عام طور پر دلّال جو خواہ مخواہ بھی سودے میں دخل دیتے ہیں کئی طرح کی شرارتیں کیا کرتے ہیں۔ دغل فصلی دھوکہ فریب مکر کذب بیانی اور قسمیں کھا کھا کر یقین دلانے کی کوشش کرنا اُن کا معمولی شعار ہے جہانتک ممکن ہوسکے معتبر اور تجربہ کار سلوتریوں یا ایسے معزز اصحاب

کی رائے لیکر گائیں خریدنی چاہئیں جنہیں شناخت ہو +
جو اصحاب خود گائیں پالنا پسند نہیں فرماتے بازار یا گوالوں سے دُودھ خریدنے میں سہولت سمجھتے ہیں اُنھیں شاذ و نادر خالص دُودھ ملتا ہے اگر خاص انتظام سے ملتا ہے تو قیمت حد سے زیادہ دینی پڑتی ہے۔ یہ خرابیاں صرف گوالوں یا حلوائیوں سے منسوب نہیں کرنی چاہیئے بلکہ اِن میں زیادہ تر شرارت نوکروں کی بھی ہوا کرتی ہے۔ اگر نوکروں کو دستوری نہ ملے یا کسی بات پر دُودھ والوں سے اَن بن ہو جاوے تو وہ دُودھ کو خراب کر دیتے ہیں اور اپنے آقاؤں سے کئی طرح کی شکائتیں کر دیا کرتے ہیں۔ بناوٹی باتیں بنانا اُن کے لئے کوئی مشکل کام نہیں ہے۔ کیسا ہی ابتداء میں سیدھا سادا اور ایماندار نوکر ہو جہاں پُرانے اور چالاک نوکروں میں دو چار دن اُس کی نشست برخاست رہی فی الفور رنگت تبدیل ہو جاتی ہے۔ شروعات دھیلے پیسے سے ہوتی ہے اور تھوڑے ہی عرصہ میں دوانیاں چونیاں اُن کی جیبوں میں اُچھلنے لگتی ہیں۔ یہ نقص بہت کچھ دُور ہو سکتے ہیں اگر دُودھ کی غرض سے گائیں پالنے کا رواج زیادہ ہو جاوے اور مستورات خانگی انتظام کے اس صیغہ کی جانب خاص توجہ کریں۔
گائیں پالنے کے متعلق جگہ کا سب سے پہلا سوال ہوتا ہے جس کا حسب موقعہ ذکر کیا جاویگا۔ سکونتی مکانات کے اندر یا اُنکی ڈیوڑھیوں میں گائے باندھنے کی کسی حالت میں رائے نہیں دی جا سکتی۔ اس

عمل سے کئی طرح کے موذی امراض پھیلتے ہیں اور انجام میں بجائے فائدے اور کفایت کے سراسر نقصان نکلتا ہے۔ اگر نئی بیاہی ہوئی گائے خریدنی مدنظر ہو تو بیانے کے بعد فی الفور اُسے اپنی جگہ پر لے آنا چاہیئے ورنہ جاہل اور لاپروا آدمیوں کے ہاتھوں میں اُس کے بگڑ جانے کا احتمال ہوتا ہے۔ بیانے کے تین ہفتے بعد تک خاص نگرانی رکھنی چاہیئے۔ اگر اس اثنار میں کوئی نقص واقع نہو جاویگا تو بعد میں مشکل ہوگی۔ اِس وقت کے نقائص جلد کیا کبھی کبھی کلیتاً رفع نہیں ہوتے۔ بچہ دینے کے بعد اکیس دن تک گائے اپنے پورے دودھ پر نہیں آتی۔ اتنے دنوں تک اُس کی بڑی احتیاط رکھنی چاہیئے ورنہ مختلف امراض میں مبتلا ہو جانے کا احتمال ہے۔ بچہ دینے سے پہلے اگر گائے خریدنی منظور ہو تو زیادہ سے زیادہ دو ہفتے پہلے خریدیں اِس عرصہ میں وہ اپنی نئی جگہ سے مانوس ہو جاویگی۔ مگر یہ واضح رہے کہ بچہ دینے سے پہلے گائے صرف اُسی حالت میں خریدنی چاہیئے جبکہ اُس پر یا تو اپنا کامل اعتماد ہو یا کسی معتبر شخص نے اطمینان دلادیا ہو ورنہ دھوکہ کا زیادہ اندیشہ رہتا ہے +

اچھّی گائے کی شناخت

گائے جہاں تک ممکن ہوسکے تجربہ کار اور ذی اعتبار اشخاص کی رائے سے خریدنی چاہیئے تاہم عوام معلومات کے لئے اچھّی گایوں

کی چند خصوصیتیں بیان کی جاتی ہیں جنہیں مدِنظر رکھنا خالی از منفعت ثابت نہیں ہوگا +

اچھی گائے کا جسم اور اعضا گٹھے ہوئے اور بھاری نہیں ہوا کرتے بلکہ ڈھیلے۔ اچھی گائے کے اوصاف یہ ہیں۔ دراز قد اور لمبی چوڑی۔ سر چھوٹا اور پیشانی چوڑی۔ کھال نرم اور بال ریشم کی مانند ملائم۔ دُم پتلی اور لچکدار۔ دُم کے سرے پر گھنے اور باریک اور چمکدار بالوں کا گچھا ہوا کرتا ہے۔ سینگ پیچھے کو مڑے ہوتے ہیں شاذ و نادر آگے کو مڑے ہوئے۔ سینگوں والی گائیں بھی اچھی نکل آتی ہیں۔ ٹانگیں چھوٹی ہونی چاہئیں۔ کولے چوڑے اور گہرے ہوں سینہ فراخ اور رانیں چوڑی چوڑی۔ اِس سے ثابت ہو جاتا ہے کہ قدرت اِسے بہت زیادہ دودھ دینے کے لیئے بڑے بڑے تھن دینا چاہتی ہے +

اچھی گائے کا جسم بہت تنا ہوا اور کستا ہوا نہیں ہوتا اور نہ بہت ہی چکنا ہوتا ہے بلکہ بدن ڈھیلا اور کسیقدر نیچے کی جانب لٹکتا ہوا ہوتا ہے۔ موٹی اور بہت چکنی گائے خوراک زیادہ کھاتی ہے اور جو کچھ کھاتی ہے اُسکا بڑا حصہ اُس کی فربہی کا باعث ہوتا ہے۔ دودھ کی اس سے بہت کم اُمید ہوتی ہے +

اچھی گائیں آہستہ آہستہ چلتی ہیں۔ اُن کی رفتار قدرتاً سست ہوا کرتی ہے اور اُن کے انداز و اطوار متین اور مادرانہ ہوا کرتے ہیں

بہت تیز شوخ اور اچھلنے کودنے والی گائیں دُودھ کم دیتی ہیں اور جو تھوڑا بہت دیتی ہیں بہت دق کرکے۔ اچھی گائیں سیدھی ہوتی ہیں وہ اُسی وقت کسیقدر بھڑکتی ہیں جبکہ کوئی اجنبی اور اوپرا شخص اُن کے بچھڑوں کو ہاتھ لگاوے یا اُنھیں آرام سے نہ رہنے دے۔ پہلی مرتبہ کی بیاہی ہوئی گائے نسبتًا زیادہ بھڑکتی ہے زاں بعد یہ بات نہیں رہتی۔ سیاہ رنگ۔ سیاہی مائل بھوری اور سُرخ رنگ کی گائیں بالعموم صحتور اور مضبوط ہوا کرتی ہیں۔ بہت میٹھا دُودھ سُرخ رنگ کی گایوں کا ہوتا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ عام طور پر سُرخ رنگ کی گایوں کی قوّت ہاضمہ تیز ہوا کرتی ہے۔ بالائی کی مانند سفید رنگ کی گائیں جنکے بال ملایم اور کانوں اور کھروں کی اندرونی سطح چمکدار زرد رنگ کی ہو اعلےٰ درجہ کی گائیں ہوا کرتی ہیں۔ اُنکے دُودھ میں سے مکھن بہت نکلتا ہے اور دُودھ کی مقدار بھی زیادہ ہوتی ہے +

ہر ایک گائے کے دُودھ کا رنگ اور اُس کی خاصیت یکساں نہیں ہوا کرتی۔ بلکہ مختلف۔ اگر تحقیق مد نظر ہو تو گائے کے تازہ دُودھ کو ایک سفید رنگ کے صاف شفاف شیشہ کے گلاس میں ڈالکر دیکھنا چاہیئے۔ اگر دُودھ کی رنگت میں نیلاپن پایا جائے تو سمجھ لینا چاہیئے کہ یہ طاقتور اور بہت اچھا نہیں ہے۔ اگر زردی مائل سفید ہو تو سمجھنا چاہیئے کہ بہت اچھا اور قابل تعریف ہے۔ جو گائیں بہت زیادہ مقدار دُودھ کی دیتی ہیں وہ نازک مزاج ہوا کرتی ہیں۔ اُن کا دُودھ ایک عرصہ پہلے ختم ہو جاتا ہے۔ بہت دیر تک یہ دُودھ نہیں دے سکتیں +

جن گایوں کے سر پستان کور ہوں وہ اچھی نہیں ہوتیں چاروں تھن یکساں لمبے اور فاصلہ پر ہونے چاہئیں۔ نفع کی غرض سے اگر گائے خریدنی ہو تو دوسری مرتبہ کی بیاہی ہوئی گائے لینی واجب ہے پہلی مرتبہ بچہ دینے کے بعد جو تکالیف گایوں کو لاحق ہوتی ہیں وہ دوسری مرتبہ نہیں۔ دوسری مرتبہ کی بیاہی ہوئی گائے دودھ خوب دیتی ہے آٹھ سال تک گائیں دودھ اچھا دیتی ہیں زاں بعد بہت تردد سے کچھ حاصل ہوتا ہے۔ پہلی مرتبہ بیانے کے بعد گائے کی جسمانی حالت میں چنداں تغیر و تبدل واقع نہیں ہوتا البتہ بعد میں یہ کیفیت بتدریج ہوتی جاتی ہے کہ کولے ابھرتے آتے ہیں۔ پیٹ نیچے کو ڈھلکتا جاتا ہے۔ تجربہ کار اشخاص اس قسم کے آثار دیکھ کر اندازہ لگا لیتے ہیں کہ یہ گائے کتنے مرتبہ کی بیاہی ہوئی ہے۔ یہ پیشگوئی بہت ہی مشکل ہے کہ ایک گائے کے مرتبہ بچہ دیگی۔ بعض گائیں لگاتار بیس تک بچے دیدیتی ہیں اور بعض پانچ سے زیادہ نہیں دیتیں آٹھ بچے اوسط تعداد شمار کی جاتی ہے۔ آٹھ مرتبہ بیانے کے بعد گائے اُتری ہوئی سمجھی جاتی ہے۔ گو وہ دو تین مرتبہ اور بیاہے +

دودھ دوہنے کے وقت دھار کے زور سے بھی یہ اندازہ لگایا جاتا ہے کہ گائے زیادہ دودھ دینے والی یا کم اچھا اور زیادہ دودھ دینے والی گائے کی دھار زور سے برتن میں پڑتی ہے اور ایک قسم کی آواز برآمد ہوتی ہے۔ اگر دودھ کی دھار ہلکی اور کمزور ہو تو سمجھ لیا

جاتا ہے کہ دُودھ زیادہ نہیں ہوگا۔ اچھّی گائے ایک ہی مرتبہ سارا دُودھ دیدیتی ہے۔ تھوڑا دُودھ دینے والی گایوں کے نیچے بار بار بچھڑا چھوڑنے کی ضرورت لاحق ہوتی ہے۔ اگر گائے ایک مرتبہ بچّہ گراوے تو احتمال رہتا ہے کہ ممکن ہے کہ دُوسری مرتبہ بھی ایسا ہی ہو وجہ یہ ہے کہ اکثر یہ نقص موروثی ہوا کرتا ہے۔ اِس بارہ میں احتیاط شرط ہے ایسی گائے جبتک کہ بچّہ نہ دیدے خریدنی نہیں چاہیئے۔ اگر گائے ایام مقررہ سے بہت پہلے بچّہ دیدے تو دُودھ کی خاصیت اور مقدار میں ضرور فرق عائد ہو جاتا ہے۔ اگر بیانے کے بعد گائے کا بچّہ گُزر جاوے تو اُس کے دُودھ میں بزودی تمام کمی واقع ہونی شروع ہو جاتی ہے۔ گائے کے بیانے کے بعد یہ بھی غور سے دیکھنا چاہیئے کہ بچّہ اچھّی نسل کا ہے یا نہیں۔ اگر یہ ادنےٰ نسل کا ہوگا تو گائے کے دُودھ کی مقدار میں ضرور فرق پڑ جاویگا خواہ وہ خود کیسی ہی اچھّی نسل کی ہو۔ نیز بچّہ کی قدر و قیمت کا بھی انحصار اُس کی نسل پر ہوا کرتا ہے ؞

گائے کی خوراک

گائیں در حقیقت نازک حیوانات میں شمار کی جاتی ہیں۔ اُنکے دُودھ کی عمدگی اور افزونی کا زیادہ تر دار ومدار اُن کی خبر گیری و غور پرداخت اور خوراک پر ہوا کرتا ہے۔ حُسن سلوک۔ موزوں اور مناسب موسم غذا سے اِن کا دُودھ بہت بڑھ سکتا ہے۔ قابل تعریف ہوسکتا ہے اور

مویشی تندرست و توانا رہ سکتے ہیں۔ جیسے ایک اعلےٰ درجہ کا خوبصورت نازک اندام اور شاندار قیمتی پودا بے غوری کی حالت میں یا تو مرجھا جاتا ہے یا جنگلی سا ہو جاتا ہے۔ اسی طرح سے عمدہ اور منتخب نسل کی گائیں لاپروائی اور کس مپرسی کی صورت میں معمولی سے بھی کمتر ہو جاتی ہیں۔ اس سے ظاہر ہے کہ اگر گائیں پالنے کا شوق ہو یا قصد کیا جاوے تو جملہ مراتب پیشتر ذہن نشین کر لینے عین واجب ہیں گایوں کو بگاڑ دینا نہایت آسان ہے سُدھارنا بہت مشکل کام ہے پس مالکان مویشی کے لیئے لازمی ہے کہ مویشی پالنے سے پہلے اُن امور کا بخوبی مطالعہ کریں جن سے مویشیوں کی تندرستی اور بیماری کی حالت میں سابقہ پڑتا ہے ؛

خوراک کا سب سے پہلے خیال ہونا چاہیئے۔ گائیں بالطبع صفائی پسند اور خوراک کے بارہ میں خوشخوار ہوا کرتی ہیں اعلےٰ نسل کی گایوں کو اگر موزوں خوراک نہ ملے تو اُن کی تُنک مزاجی کی حد نہیں رہتی یہ اور بات ہے کہ بدسلوکی اور جبر سے اُن کی عادات رفتہ رفتہ تبدیل ہو جاویں] خوراک کے معاملات میں انہیں آسانی سے خوش نہیں کیا جاسکتا وجہ یہ ہے کہ ہر ایک گائے یکساں خوراک پسند نہیں کرتی ۔ جن برتنوں ۔ کونڈوں یا ناندوں میں انھیں کھلایا جاوے یا سانی دیجاوے وہ نہایت صاف ہونے لازمی ہیں ورنہ میلے اور بدبُو دار برتنوں میں گائیں اچھی طرح سے کھانا پسند نہیں کرتیں

اُن کی نفاست پسند طبیعت اِس قسم کا سلوک گوارا نہیں کرتی۔ایسی حالت میں یہ اپنی خوراک رغبت کے ساتھ کھا نہیں سکتیں۔ اعلےٰ نسل کی گایوں کی یہ کیفیت دیکھی جاتی ہے کہ جہاں کہیں بے احتیاطی سے ذرا سا گوبر یا اور کوئی غیر شے کھلی یا سانی کے ساتھ شامل ہو جاوے آگے آتے ہی معاً گائیں منہ پھیر کر دُور کھڑی ہو جاتی ہیں۔اسی طرح سے اگر پانی خراب کھاری گدلا یا بدبُودار ہوتا ہے تو گائیں اُسکے پینے سے احتراز کرتی ہیں۔ اگر بدرجہ مجبُوری اِسے پیتی ہیں تو اُنکی صحت خراب ہو جاتی ہے +

دُودھ دوہنے سے کیقدر پہلے تھوڑا سا ناشتہ اُنہیں ضرُور دینا چاہیئے۔کیونکہ خالی معدہ دُودھ کی تیز روانی اُن کی طاقت کو زائل کرنیکا باعث ہوا کرتی ہے موسم سرما میں رات کی بچی ہوئی سانی پر اگر آدھ سیر گیہوں کا چوکر چھڑک کر صبح دُودھ نکالنے سے پہلے کھلا دیا جاوے تو اُسے خاصہ ناشتہ کہہ سکتے ہیں۔ صُبح دُودھ دوہنے کے بعد گایوں کو صرف دو انتہا تین گھنٹہ ہوا خوری کے لیئے ضرور بالضرور باہر بھیجنا چاہیئے زاں بعد اُنھیں اُن کی جگہ پر باندھکر صُبح کی خوراک باقاعدہ دینی چاہیئے۔ دُودھ دینے والی گائیں نہ رات دن کھونٹے سے بندھی رکھنی چاہیئے نہ دو تین گھنٹے سے زیادہ وقت بیوقت اِنہیں باہر پھرانا چاہیئے۔زور کی بارش میں گایوں کو ہرگز باہر نکالنا نہیں چاہیئے۔ ہوا خوری سے واپسی پر صبح کی خوراک دینے کے بعد اُنہیں آرام کرنے کے

لئے چھوڑ دینا چاہیئے - کیونکہ گائیں ایک حد تک تنہائی پسند بھی ہوا کرتی ہیں اُن کی خورک اُن کے پاس ہونی چاہیئے - اِسے یہ اپنی خواہش کے مطابق امن چین سے کھاتی رہتی ہیں - خوراک کے ساتھ پاس ہی پانی بھی ہونا چاہیئے - ورنہ اُن کی عاقبت میں خلل واقع ہوگا - اکثر اصحاب صرف صبح وشام کافی مقدار میں خوراک گایوں کے سامنے رکھ دیتے ہیں - بعض تین چار مرتبہ تازہ طیار کراکے دلواتے ہیں - یہ اس وجہ سے کہ خوراک تین چار گھنٹوں کے بعد کسیقدر بد ذائقہ ہوجاتی ہے - غرض موسم و مصلحت وقت کے لحاظ سے جو وقت خوراک کے دیئے مقرر کیئے جاویں اُنکی پابندی لازمی طور پر ہونی چاہیئے ورنہ مویشیوں کی صحت میں فتور اور دُودھ کی مقدار میں کمی نمودار ہوجاویگی +

اناج میں سے صرف گیہوں اور جو گایوں کے لیئے افضل قرار دیئے جاتے ہیں - چاول صرف بیماری کی حالت میں دیئے جاتے ہیں مکّی فربہی ضرور لاتی ہے مگر اس کے کھلانے سے دُودھ مکھّن نہیں بڑھتا مکّی کے خشک پتّے اور ڈنٹھل تھوڑی مقدار میں کھلانے سے کسی طرح نقصان متصور نہیں ہے - چنے صرف کمزور گایوں کو دیئے جاسکتے ہیں - مگر آدھ سیر یومیہ سے زیادہ ہرگز نہیں +

مندرجۂ ذیل اشیاء مقدار مجوزہ میں ایک اوسط درجہ کی گائے کے لئے جو قریب آٹھ سیر دُودھ دیتی ہو کافی سمجھی جاتی ہیں +

گیہوں یا جو .... ڈیڑھ سیر

گیہوں کا چوکر .... دو سیر

کھل .... ایک سیر

بنولے یا چنے .... آدھ سیر

گیہوں کا بھوسہ .... تین سیر

سبز گھاس کی باریک کُٹی .... بارہ سیر

نمک .... ایک چھٹانک

گندھک .... سوا تولہ

یہ مقدار رات دن کے ۲۴ گھنٹوں کیلئے ہے اگر اس مقدار سے گائے شکم سیر نہو تو قریب آٹھ سیر کے اور سبز گھاس کی کُٹی یا بھوسہ شامل کر سکتے ہیں۔ آدھ سیر چنے اسوقت ملانے چاہئیں جبکہ بنولے نہ ملیں یا بہت ہی مہنگے ہوں۔

جب ہری گھاس قطعی نہ ملے تو اس کی جگہ گیہوں کے بھوسہ سے کام لیا جا سکتا ہے۔ موسم گرما میں ہری گھاس کم میسر آتی ہے ان ایام میں سکھائی ہوئی گھاس (HAY) خوب کام دیتی ہے۔ چاولوں کی پیچ یا مانڈ بھی گایوں کے حق میں مفید ثابت ہوتا ہے۔ یہ واضح رہے کہ یہ جس قدر اشیاء خوراک کے لئے بیان کی گئی ہیں درجہ اول کی ہونی چاہئیں۔ کفایت کے خیال سے سڑا گلا اناج۔ خراب چوکر۔ بدبو دار اور سیاہی مائل بھوسہ یا نکمی کھل ہرگز کھلانی نہیں چاہیئے۔

اگر گائے کے ہاضمہ میں فتور ہو تو اناج کی مقدار کم کرکے گیہوں

کے چوکر کی مقدار بڑھا دینی چاہیئے +

اگر گائے بہت زیادہ کھانے والی نہو تو بھوسہ کی مقدار گھٹا دینی عین واجب ہے +

سبز گھاس کھلانے سے دودھ کی طاقت بڑھتی ہے اسپر اچھا رنگ آتا ہے اور مکھن زیادہ نکلتا ہے - اناج سے دودھ کی مقدار بھی بڑھتی اور یہ اچھا بھی ہوتا ہے - علاوہ ازیں گائے بھی توانا و تندرست رہتی ہے +

بنولے کھلانے سے مکھن زیادہ نکلتا ہے - مگر یہ کسی حالت میں آدھ سیر سے زیادہ دن رات میں نہ دیں ورنہ گائے کے ہاضمہ میں فتور آ جاویگا اور گرمی کے باعث تھن سوج جاوینگے +

کھل بھی دودھ اور مکھن کو بڑھاتی ہے - چوکر سے ہاضمہ درست رہتا ہے اور دودھ بھی پیدا ہوتا ہے +

نمک اور گندھک مصفی خون اشیاء ہیں - معدہ میں فتور واقع نہیں ہونے دیتیں اور کئی امراض سے مویشیوں کو بچاتی ہیں +

ہر قسم کی کھل دودھ دینے والی گایوں کے لیئے مفید نہیں ہوسکتی دودھ والی گایوں کے لیئے السی اور تل کی کھلی عمدہ شمار کی جاتی ہے - بنگال میں نارجیل کی تازہ کھل بھی گایوں کو دی جاتی ہے - سرسوں کی کھل بیلوں اور سانڈوں کے لئے مفید ہے - دودھ دینے والی گایوں کے یہ حسب حال نہیں ہے - تل کی کھلی گراں اور

کمیاب ہوتی ہے۔ مگر اس کے مُفید ہونے میں کلام نہیں ہوسکتا۔
کھل خریدتے وقت یہ دیکھ لینا چاہیئے کہ وہ پُرانی اور کرم خوردہ
نہو اسے گایوں کی خوراک میں شامل کرنے سے پہلے بغور معائنہ
کرلینا اشد ضروری ہے کہ اُسمیں کیڑے نہوں۔ ہر ایک طرحکی آلایش
اور کثافت سے پاک کرکے شامل خوراک کیجاوے +

گیہوں اور جو سالم نہیں دینے چاہئیں بلکہ اُن کا دلیا دلوا لینا
ضروری ہے۔ اِس دلیئے کو یاتو کھلانے سے پہلے ۱۲ گھنٹہ پانی میں
بھگو رکھیں یا اُبال کر دیں۔ پانی کا اندازہ یہ ہے کہ اگر ایک سیر دلیا
ہو تو اُس میں قریب پانچ سیر پانی ڈال کر اُبالیں۔ جوش دینے کے
بعد دلیا جب خوب اچھی طرح ٹھنڈا ہو جاوے تو مویشیوں کی اور
خوراک کے ساتھ شامل کرسکتے ہیں +

چوکر خشک گائے کی سانی میں ڈالنا چاہیئے +

بنولوں کو کُوٹ کر اور پانی میں نرم کرکے شامل خوراک کرنا واجب ہے
کھل کے بہت چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کرکے پانی میں خوب تر کر
لینے چاہئیں۔ یا کھل کو باریک کُٹواکر رکھ سکتے ہیں۔ حسب ضرورت
پانی میں نرم کرکے سانی میں ملا دی جاوے +

ہری گھاس۔ سُکھائی ہوئی گھاس اور مکی کے ڈنٹھلوں کی باریک
کُتی کھلانی چاہیئے۔ کُتی ایسی باریک ہو کہ اُس کے ٹکڑے ایک انچہ
سے زیادہ لمبے نہوں +

نمک اور گندھک بہت باریک پسوا لی جاوے۔ ضرورت کے مطابق انہیں اُبلے ہوئے اناج پر چھڑک دیں۔ اس اناج کو اور چیزوں کے ساتھ حسب ترکیب شامل کرکے مویشیوں کو کھلاویں۔ مگر یہ خیال رہے کہ نمک اور گندھک اُبلے ہوئے اناج پر اُسوقت تک نہ چھڑکیں جبتک کہ وہ گرم رہے ٹھنڈے ہو جانے پر چھڑکنا عین مناسب ہے +

اِن تمام اشیاء کی سانی چاولوں کی کانجی یا پانی ڈال ڈالکر کرنی چاہیئے تاکہ مویشی تر لقمے سمجھکر آسانی سے کھاسکیں۔ پوری احتیاط رکھنی چاہیئے کہ گیہوں یا جو چنے کسی حالت میں خشک نہ دیئے جاویں اُنہیں اُبالنا یا ۱۲ گھنٹے پانی میں تر رکھنا لازمی ہے +

ہمیشہ یہ خیال رکھنا چاہیئے کہ دودھ دینے والی گائیں اعتدال سے زیادہ موٹی تو نہیں ہوتی جاتیں۔ جہاں مٹاپا زیادہ نظر آوے معاً سمجھ لینا چاہیئے کہ جسم میں شحم (چربی) کا حصّہ ترقی پذیر ہے اگر فی الفور اُسکا تدارک نہ کیا جاویگا تو نتیجہ یہ ہوگا کہ خوراک کا ایک بڑا حصہ شحم کی صورت میں تبدیل ہوتا رہیگا۔ دودھ کم ہوتا جاویگا۔ اور بہت جلد یہانتک نوبت ہو جاویگی کہ گائیں نہ بچے دیسکیں گی اور نہ دودھ۔ جب موٹاپا بڑھنے لگے تو اناج کی مقدار یا تو بہت کم کر دینی چاہیئے یا قطعیٔ ملتوی۔ مگر اناج کی تناسب سے دیگر اشیاء میں اضافہ لازمی ہے ورنہ گائیں کمزور نحیف و ناتواں ہو جاوینگی ۔ اور

یہ مرض لاعلاج ثابت ہوگا +

گائیں پالنے کا لطف جب ہے کہ انہیں روز مرہ ہرا چارہ بھی ملتا رہے۔ سبز چارہ برابر سال بھر مل سکتا ہے۔ اگر توجہ کی جاوے (ملاحظہ فرمائیے کتاب گھاس چارہ) گاجر۔ چقندر اور پتلے گنّوں کی باریک کُتّی بھی دُودھ دینے والی گایوں کو موسم سرما میں کھلا سکتے ہیں بلکہ کبھی کبھی بند گوبھی کی کُتّی بھی +

گیہوں اور جو کا بھوسہ مویشیوں کی خوراک کے ساتھ شامل کرنے سے پیشتر یہ بغور دیکھ لینا چاہیئے کہ وہ سڑا گلا بد رنگ اور گرد آمیز تو نہیں ہے۔ بھُوسہ کو پھپھوندی بھی لگ جایا کرتی ہے۔ اس میں اکثر چھوٹے چھوٹے کنکر۔ کانٹے۔ مٹی کی ڈلیاں۔ خشک گوبر وغیرہ بھی ملجایا کرتا ہے۔ اسے اِن تمام آلائشوں سے پاک کرکے کھلانا چاہیئے +

سُکھائی ہوئی گھاس بھی انہیں تمام امُور کو مدنظر رکھکر مویشیوں کو کھلانی چاہیئے۔ مگر رفتہ رفتہ۔ شروع میں یکلخت زیادہ مقدار میں دینے سے مویشی خوش نہیں ہوتے +

بعض جاہل اور بے رحم گھوسی دُودھ دینے والی گائے بھینسوں کو ناگفتہ بہ چیزیں (مثلاً گھوڑوں کے اصطبل کی لید اور براز انسانی) کھلانے میں دریغ نہیں کرتے۔ تحقیق ہو جانے پر ایسے اشخاص سے ہرگز کسی حالت میں دُودھ خریدنا نہیں چاہیئے۔ جن گایوں اور مویشیوں کو اچھی خوراک نمک اور گندھک وغیرہ باقاعدہ ملتی رہتی ہے ناممکن ہے کہ وہ باہر جاکر کسی غلیظ شے کی جانب رُخ کریں۔

HAY

البتہ جن مویشیوں کی خوراک کے ساتھ نمک اور گندھک شامل نہیں کی جاتی وہ اکثر میدانوں میں جاکر خشک ہڈیاں (اگر ملجاویں) یا مٹی چاٹنے لگتے ہیں ﴿

دُودھ دینے والی گایوں کو پیاس بہت زیادہ لگتی ہے۔ اگر اُنہیں وقت پر صاف اور شیریں پانی کافی مقدار میں نہیں ملتا تو یہ جیسا ملتا ہے پی لیتی ہیں۔ پیاس کو تھوڑی دیر تک روکنے کی بھی اِن میں طاقت نہیں ہوتی زیادہ کا کیا ذکر ہے تھوڑی سی پیاس ہی انہیں حد درجہ بے چین کر دیتی ہے ﴿

بند تالابوں متعفن گڑھوں اور خراب کنوؤں کا پانی انہیں ہرگز نہیں پلانا چاہیئے۔ یہ صرف مویشیوں کو ہی بیمار نہیں کر دیتا۔ بلکہ دُودھ کو مُضر صحت کرکے انسانوں کو بھی کئی طرح کے عارضوں میں مبتلا کر دیتا ہے۔ مگر اِس وقت کمال سمجھا جاتا ہے جب کہ بعض دُودھ بیچنے والے ایسے پانی کو لوٹے بھر بھر کر دُودھ میں ملا دیتے ہیں۔ پھر اُسے خالص ظاہر کرکے فروخت کرتے ہیں ﴿

گاؤ خانہ اور برتن

گاؤ خانہ کا لحاظ سب سے مقدم اِس لئے سمجھا جاتا ہے کہ اِس کے بغیر گائیں پالنے میں کامیابی نہیں ہوسکتی پرنتو لوگ درختوں کے نیچے ڈیوڑھیوں چھپروں گلیوں اور مکانات کے صحن میں بھی

گائیں باندھکر کام چلا لیتے ہیں۔ مگر اس طرح مویشیوں کے بُرے بھلے دن نکال دینے باعثِ طمانیت نہیں ہوسکتے۔ اگر گائیں پالنی مدنظر ہیں تو لازمی ہے کہ بلحاظ موسم رات کو اُنہیں مناسب جگہ رکھا جاوے دوپہر کو سایہ میں باندھا جاوے۔ اور اُنہیں تیز ہواؤں۔ سردی گرمی حبس۔ بارش اور اولوں وغیرہ کے گزند سے محفوظ رکھا جاوے +

موسمِ سرما میں گاؤ خانہ کے اندر سرد ہوا کے جھونکے نہیں جانے چاہئیں۔ برسات میں ضروری ہے کہ یہ خشک رہے اور موسم گرما میں یہ ہوادار اور ٹھنڈا ہونا چاہیئے۔ اسیطرح ہر ایک موسم میں لازمی ہے کہ روشنی اور ہوا کا بطریق مناسب اُس میں گذر ہوتا رہے۔ ان تمام ضروریات کے مطابق اس ملک کے ہر ایک حصّہ میں گاؤخانہ بنوایا جاسکتا ہے اور پھر خوبی یہ ہے کہ اس میں زیادہ لاگت بھی نہیں آتی۔ صرف نقشہ اور ترکیب ذہن نشین کرلینے سے بہت سے عُقدے حل ہوسکتے ہیں۔ اگر پکّا تعمیر کرایا جاوے تو کیا بات ہے ورنہ یُوں کام چلانے کے لیئے کچا بھی بن سکتا ہے۔ محض بانس بلیوں اور پھُوس سے بھی طیار کرایا جاسکتا ہے۔ مگر مخفی نرہے کہ گاؤ خانہ خواہ کچا ہو یا پکّا لیکن اس کا فرش پکّی اینٹوں کا ہونا لازمی ہے۔ جسپر چُونا یا سیمنٹ کا پلستر ہو۔ کچے فرش کی حالت دُرست نہیں رہ سکتی۔ بہت جلد اسمیں سُوراخ اور گڑھے ہوجاتے ہیں۔ نشیب وفراز کی وجہ سے مویشیوں کی سہولیت اور آرام میں فرق آجاتا

ہے اور سب سے زیادہ نقص یہ ہے کہ یہ صاف نہیں رہ سکتا ہمیشہ
بدبو اِس میں سے برآمد ہوتی رہتی ہے۔ بعض کچے فرش پر لکڑی کے
تختے بچھا دیتے ہیں۔ یہ ترکیب خطرناک ثابت ہوئی ہے۔ ہمیشہ مرطوب
رہنے کے باعث اکثر مویشیوں کے پاؤں اُسپر پھسل جاتے ہیں اور بعض
اوقات اِس لغزش کی وجہ سے اُنہیں ضرب آجاتی ہے اور عرصہ
تک سخت تکلیف برداشت کرنی پڑتی ہے۔ سب سے بہترین ترکیب
یہ ہے کہ گاؤ خانہ کی سطح کو ہموار کرکے پہلے روڑی یکساں کٹوادیں۔ ازاں
بعد درجۂ اول کی پختہ اینٹوں کا فرش لگوادیں۔ کھڑی اینٹوں
کا فرش اچھا رہتا ہے۔ درزوں میں چونہ یا سیمنٹ کی ٹیپ ساتھ
کے ساتھ ہوسکتی ہے۔ ایسا فرش مدت دراز تک بہت اچھی حالت میں
رہتا ہے۔ گاؤ خانہ کا فرش آس پاس کی سطح زمین سے ایک سے دو
فٹ تک اونچا ہونا چاہیئے +

دو تین گایوں کیلئے زیادہ تردد کرنیکی ضرورت نہیں ہوتی۔ اُنکے لئے باآسانی
مختصر سا انتظام کیا جاسکتا ہے۔ مگر زیادہ گایوں کیلئے باقاعدہ گاؤخانہ بنوانا
چاہیئے۔ گاؤ خانے کے نقشے طیار کراتے وقت یہ خیال رکھنا ضروری ہے کہ
جُداگانہ مطالب کیلئے علیحدہ علیحدہ کمرے ہونے لازمی ہیں۔ ایک ہی جگہ کئی
کام نہیں ہوسکتے۔ اگر ہونگے تو اُنہیں نُقص عائد ہونے میں شک نہیں ہوسکتا
کمرے حسب ضرورت چھوٹے یا بڑے تعمیر کرائے جاسکتے ہیں۔ مگر صفائی
اور حسن انتظام کے لحاظ سے اُن کی باہمی تفریق عین واجب ہے۔

Cement

بھوسہ یا سکھائی ہوئی گھاس کا گودام علیحدہ ہونا چاہیئے بلکہ گاؤ خانہ سے
کسی قدر فاصلہ پر تاکہ ناگہانی آفت آتشزدگی سے بہت کچھ اطمینان رہے
دیگر خوراکوں کے جمع رکھنے کا گودام بھی علیحدہ ہونا مناسب ہے۔ مختلف
اقسام کے سبز چاروں اور سبز گھاس کو آلائش سے پاک کرکے کُٹی کرنے
کی جگہ بھی علیحدہ ہونی چاہیئے۔ اسی طرح سانی کرنے اور دیگر خوراکوں کو
باہم ترکیب دیکر آمیز کرنے کی جگہ بھی مخصوص ہونی واجب ہے۔ دُودھ
رکھنے یا بالائی و مکھن وغیرہ طیار کرنے کا کمرہ بالکل جُدا ہو۔ پانی جمع
رکھنے اور گایوں کو پانی پلانے کا مقام علیحدہ۔ گائیں باندھنے کے کمرہ
میں موزوں مقامات پر اُن کی خوراک کی ناندیں بھی ہوں۔ وہ کمرہ
یا کمرے جہاں گائیں بچہ دیں بالکل جُدا ہونی چاہئیں۔ چھوٹے بڑے
بچھڑوں کے بھی کمرے علیحدہ ہونے لازمی ہیں۔ اسی طرح دُودھ دینے والی
گایوں اور خشک گایوں کے مقامات کیقدر تفاوت سے ہونے مناسب
ہیں۔ جابجا نالیاں بھی ضرور ہوں۔ المختصر یہ تمام التزام ایک باقاعدہ گاؤ خانہ
کے ہیں۔ دو چار گایوں کے لئے اِس قدر انتظام مشکل ہے۔ تاہم یہ لازمی ہے
سبز و خشک چارہ دیگر خوراک اور پانی وغیرہ جمع رکھنے کا انتظام بالکل
علیحدہ ہو۔ دُودھ دوہنے کی جگہ علیحدہ نہایت صاف ہونی چاہیئے۔ اُسکے
چاروں طرف چقیں پڑی ہوں تاکہ مکھیاں وغیرہ اندر آکر مویشیوں کو
دق نہ کریں۔ بعض موسموں میں ایسی جگہ خاص قسم کے سفوف وغیرہ
چھڑکنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اِس سے غرض یہ ہوتی ہے کہ مچھر مکھیاں

پسّو وغیرہ اُس جگہ سے خارج ہو جاویں۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ مچھروں مکھیوں وغیرہ کے باعث گائیں ایسی درہم برہم ہو جاتی ہیں کہ آدھا دُودھ نہیں دیتیں نیز یہ خیال رہنا چاہیئے کہ خواہ ایک گائے پالی جاوے یا دو تین فرش ضرور پُختہ ہو۔ ہوا۔ اور روشنی کی آمد و رفت وہاں اچھی طرح ہو سکے +

بہت مختصر گاؤ خانہ میں مندرجۂ ذیل لوازمات کافی سمجھے جاتے ہیں۔ ایسے گاؤ خانے کے بالعموم تین جُداگانہ حِصّے ہونے چاہئیں۔ ایک بچّہ دینے کے لئے۔ دُوسرا بچھڑوں کے لئے اور تیسرا گایوں کے لئے۔ ایک کمرہ میں دو گائیں باندھی جاسکتی ہیں۔ ہر ایک کے لئے دو ناندیں ہوں۔ ایک چارہ کی دُوسری پانی کی۔ کمروں کے سامنے برآمدہ ضرور ہونا چاہیئے فرش کا بہر صُورت پختہ ہونا عین واجبات سے ہے +

گاؤ خانوں کا رُخ ہمیشہ جانب جنوب ہونا چاہیئے۔ شمال کی جانب پُشت کی دیوار ہو جسمیں حسب موقعہ کھڑکیاں رکھی جاویں۔ ہر ایک کھڑکی سطح زمین سے پانچ فٹ اُونچی ہو۔ نیز یہ تین فٹ اُونچی اور دو فٹ چوڑی ہوں اور ہر ایک کھڑکی کا باہمی فاصلہ چھ چھ فٹ ہو۔ اندرونی کمرہ کا عرض جہاں گائیں باندھی جاویں کم ازکم ۱۶ فٹ ہونا چاہیئے۔ یعنے شمالی دیوار سے دس فٹ گایوں کے کھڑے ہونے کو جگہ ہو۔ تین فٹ جگہ ناندیں یا خوراک کی نالی گھیرے گی اور تین فٹ جگہ ناندوں یا نالی کے پیچھے آدمیوں کے چلنے پھرنے کے لئے خالی رہنی ضروری ہے۔ خوراک کی نالیاں کمرہ کی تمام لمبائی میں پکّی اینٹوں اور چُونے یا سیمنٹ کی بنوانی چاہئیں۔ یہ نالیاں

اندر سے ۱۸ سے ۲۱ انچ تک چوڑی اور ۱۲ سے ۱۵ انچ تک گہری ہونی چاہئیں۔ مگر یہ سطح فرش سے کم از کم ایک فٹ اُونچی ہوں۔ غرض ان کی کُل اُونچائی یعنے سطح فرش سے نالی کے سر تک ۲۴ سے ۲۷ انچ تک ہو۔ مگر گہرائی ۱۲ سے ۱۵ انچ تک ہونی لازمی ہے۔ کمرہ کے فرش کی ڈھال جنوب سے شمال کی جانب (یعنی گایوں کے سر کی جانب سے نیچے کی طرف) ہو۔ ڈھال تین اِنچ کافی ہوگی۔ اس ڈھال سے مُراد یہ ہوتی ہے کہ مویشیوں کا بول بآسانی باہر بہ جاوے۔ گایوں کے کمروں کی شمالی دیوار کے ساتھ ایک پختہ چونے کی نالی ہونی چاہیئے جس میں یہ بول داخل ہوسکے۔ اِس نالی کو چھ یا نو انچ چوڑی اور تین انچ گہری رکھ سکتے ہیں۔ گاؤ خانہ سے باہر قریب آٹھ فٹ کے فاصلہ پر ایک پختہ حوض یا بچہ بچہ ہونا چاہیئے۔ جہاں یہ سب رقیق مادہ بہ کر جمع ہوسکے یہ حوض کم از کم چار فٹ لمبا۔ چار فٹ چوڑا اور ۲ فٹ گہرا ہونا چاہیئے گاؤ خانہ کی نالیوں کا اِس سے الحاق لازمی ہے۔ گاؤ خانہ کے ہر ایک کمرہ کا دروازہ ۶ فٹ سے کم چوڑا نہو۔ بچھڑوں کے کمروں میں خوراک کی نالیاں کم چوڑی اور گہری ہونی چاہئیں۔ ایک فٹ چوڑائی اور ۶ سے ۹ انچ تک اصلی گہرائی بہت ہے۔ یعنی نالی سطح فرش سے قریب ۱۵ انچ اُونچی ہو مگر اندر سے اصل گہرائی چھ یا نو سے زیادہ نہو۔ موسموں کے لحاظ سے دروازے اور کھڑکیاں کھولی اور بند کی جاسکتی ہیں۔ مگر روشندان جنمیں سے کافی ہوا اور روشنی اندر آسکے ہر ایک موسم میں

کھلے رہنے چاہئیں۔ گاؤ خانہ کے کمروں کی اُونچائی فرش سے چھت تک دس فٹ سے کم نہیں ہونی چاہیئے۔ اگر چھپّروں یا کھپریل کے گاؤ خانے بنوانے مدِ نظر ہوں تو وسط کی اُونچائی بارہ۱۲ فٹ رکھنی ضروری ہے اور چاروں طرف کناروں کی بلندی آٹھ فٹ سے کم نہ ہو ہر ایک گائے کے لیئے دس فٹ لمبی اور چار فٹ چوڑی جگہ ہونی چاہیئے تاکہ وہ آرام سے بیٹھ اُٹھ سکیں۔ اگر گائے بڑی ہو تو جگہ کی چوڑائی چار کی جگہ چھ۶ یا آٹھ۸ فٹ رکھی جاوے تو بہتر ہے۔ الغرض اِن تمام لوازمات کو پیش نظر رکھکر حسب ضرورت گاؤ خانوں کے نقشہ جات طیّار کرائے جاسکتے ہیں +

فرش گاؤ خانہ جھاڑو وغیرہ سے صرف صاف کرا دینا ہی کافی نہیں ہے بلکہ اُسے پانی سے دُھلوانا چاہیئے تاکہ ذرا بھی پول و براز فرش پر باقی نہ رہ سکے۔ پانی سے دُھلوانے کے بعد فی نائل وغیرہ چھڑکوا دینا انسب ہے۔ موسم سرما و برسات میں فرش پر خشک نالی بچھوا دینی چاہیئے۔ تاکہ مویشی بآرام تمام بیٹھ سکیں +

گرمیوں میں صاف (جس میں کنکر پتّھر نہوں) بالو ریت بچھوا دینا مفید ثابت ہوگا۔ فرش گاؤ خانہ کو صُبح کے وقت جبکہ دُودھ دینے کے بعد گائیں باہر ہوا خوری کو چلی جائیں صاف کرانے میں سہُولیت ہوتی ہے۔ گاؤ خانہ کے حوضوں کا رقیق مادّہ لوہے کی گاڑیوں وغیرہ میں بھرواکر کھیتوں میں ڈلوا سکتے ہیں اور گوبر وغیرہ کھاد

Phenyle

کے گڑھوں میں۔ گائیوں کو کھلانے پلانے کے لیئے عام طور پر مٹّی کی نانڈیں یا لکڑی کی بالٹیاں وغیرہ استعمال کی جاتی ہیں۔ اِن میں ایک نُقص یہ ہوتا ہے کہ جیسی کہ چاہئیں صاف نہیں رہ سکتیں۔ اِن کی درزوں میں خُوراک کا کچھ حصّہ رہ جاتا ہے۔ اور وہ جلد تنخیر پیدا کرکے اُن برتنوں کو بدبُو دار کر دیتا ہے۔ سب سے بہتر یہ ہے کہ جست کی بالٹیاں اور ٹب اِن مطالب کے لیئے خرید لی جاویں۔ یہ ہمارے بازاروں میں بآسانی مِل سکتے ہیں اور اِن کی قیمت بھی بہت گراں نہیں ہوتی۔ اگر کسی وجہ سے نہ مِل سکیں تو مٹّی کی روغنی نانڈیں اور لکڑی کی روغنی بالٹیاں خرید لی جاویں۔ اگر یہ بھی وقت پر نہ مِل سکیں تو معمُولی مِٹّی کی نانڈوں اور بڑے بڑے کونڈوں سے کام لیا جاسکتا ہے۔ مگر اِس قدر احتیاط لازمی ہے کہ یہ پھٹنے اور کھُرنے نہ پاویں۔ جہاں یہ صُورت نظر آوے فی الفور اُنہیں علیحدہ کرا دیں اور اُن کی جگہ نئے لگالیں۔ روز مرّہ انہیں صاف رہیوں یا جُونے یا کار آمد بُرش سے مانجھنا اور صاف کرنا چاہیئے۔ خواہ کتنی ہی احتیاط کی جاوے یہ جلد میلے ہوکر بدشکل ہو جاتے ہیں۔ اِس لئے انہیں جلد جلد تبدیل کرنا عین ضرُوری ہے۔ اگر دو تین سے زیادہ مویشی ہوں تو پختہ اینٹوں چُونہ یا سِی منٹ کی نانڈیں یا نالیاں جوا بنی بہت مناسب ہونگی ایک تو مویشی اِن اُونچی اُونچی نالیوں میں آسانی سے کھا پی سکتے ہیں۔ دُوسرے یہ تھوڑے سے وقت میں صاف

Zinc Tub

خوب ہوسکتی ہیں۔ الغرض نالیوں۔ ٹب۔ ناند۔ اور کونڈوں وغیرہ کو روز مرّہ صبح وشام صاف کراتا حد درجہ ضروری ہے۔ جہانتک ممکن ہوسکے۔ بیلوں۔ بچھڑے۔ بچھڑیوں اور خشک گایوں کو علیحدہ علیحدہ رکھنا چاہیئے۔ اُن کی اور دودھ دینے والی گایوں کی خوراک یکساں نہیں ہوسکتی۔ اگر صرف دو تین گائیں ہوں تو انہیں بہت دور دور باندھنا چاہیئے۔ اگر زیادہ ہوں تو اس طرح پر کہ ایک دوسری سے ملنے نہ پاوے کاٹھ یا لوہے کی کھونٹیوں میں اگر لوہے کے چھلّے ڈلواکر رسّے ڈال دیئے جاویں تو اس میں مویشیوں کو اُٹھنے بیٹھنے میں کسی قدر سہولیت رہتی ہے ✤

دودھ دینے والے مویشیوں کے لئے صبح کے وقت دو ڈھائی گھنٹہ کی ہوا خوری کافی ہے۔ مگر خشک گایوں اور بیلوں کو اچھّی چراگاہ میں اگر سارے دن بھی رہنے دیا جاوے تو چنداں مضائقہ نہیں ہے تاہم اُنہیں بھی تین چار گھنٹوں سے زیادہ کھلے پھرنے کی اجازت نہیں دینی چاہیئے۔ اگر چراگاہ اچھی نہو تو ہرگز دودھ دینے والی گایوں اور دیگر مویشیوں کو وہاں نہ جانے دیں۔ خشک گھاس باریک آمیز مختلف نباتات کھاکر اُن کی صحت میں فتور واقع ہو جاتا ہے۔ اگر دو تین گائیں ہوں تو اُنہیں صرف گھنٹہ دو گھنٹہ پھرا لانا مکتفی ہوگا۔ اگر اس کی تعداد کثیر ہو تو خود کسی چراگاہ کا انتظام کرنا لازمی ہے۔ جہاں حسب دلخواہ۔ مناسب بندوبست کیا جاسکے۔ ایسے چاؤں

طرف سے محفوظ اور خار و خس سے پاک کرنا مقدم کام ہوگا۔ سانڈوں کے باندھنے کی جگہ بالکل علیحدہ ہونی چاہیئے یہاں تک کہ اُن کی آواز دیگر مویشیوں کو سُنائی نہ پڑے۔ نوکروں کے مکان بھی گاؤ خانہ سے مناسب فاصلہ پر ہونے واجب ہیں تاکہ آتشزدگی کا احتمال نہ رہے۔ انسان جہاں رہتا ہے آگ سے اُسے زیادہ واسطہ پڑتا ہے۔ پس ازراہ دُور اندیشی یہی بہتر ہے کہ ایسا التزام شُروع سے ہی رکھا جاوے کہ گاؤ خانہ کے قریب آگ کا کام نہ پڑے +

گاؤ خانہ کے ملازم

گاؤ خانہ کے مفید مطلب جبتک ملازم نہ رکھے جاوینگے بہُت مشکل امر ہے کہ کام دُرستی کے ساتھ چل سکے۔ خواہ کتنی ہی ذاتی نگرانی رکھی جاوے پھر بھی یہ نہیں ہوسکتا کہ ہر وقت گاؤ خانے میں کھڑے رہیں یا ہر ایک کام اپنے ہاتھ سے کریں یا اپنے سامنے کراویں۔ دُنیا میں کوئی کام ایسا نہیں ہے کہ جو دُوسروں پر کم و بیش اعتبار کئے بغیر چل سکے۔ گائیں پالنے میں اکثر ناکامی کا بڑا باعث نوکروں کی شرارت۔ عدم توجہی۔ اور بد دیانتی ہوا کرتی ہے۔ نیز نوکروں کی ذاتی عادات اور مزاج کا بھی گاؤ خانہ کی حالت پر زیادہ اثر ہوا کرتا ہے۔ گاؤ خانہ کے نوکر صفائی پسند اور مُستعد ہونے چاہیئیں۔ اور ایسے کہ جنہیں گائیوں سے شوق اور دلی اُنس ہو۔ اگر وہ تُندخُو

اور بدمزاج ہونگے تو لازمی ہے کہ گایوں سے بدسلوکی کریں اور سختی دُشنام
دہی اور بد کلامی سے پیش آویں۔ اعلیٰ نسل کی گائیں محض شریفانہ اطوار
اور موافق شان برتاؤ سے ہی خوش اور مطمئن رہ سکتی ہیں بصورت
دیگر فی الفور مکدر مزاج اور پریشان خاطر ہو جاتی ہیں بیجا جبر کو برداشت
کرنے کی ان میں تاب نہیں ہوتی۔جیسی حُسن سلوک سے یہ شادمان ہوتی
ہیں ویسی ہی غیر واجبی زیادتیوں سے تلخ کام۔شروع میں غصہ آکر
یہ کھانا چھوڑ دیتی ہیں اور رفتہ رفتہ بدسلوکی کی عادی ہوکر غصہ ور
ہو جاتی ہیں۔دُودھ دینے میں بہت حیل حجت کرنے لگتی ہیں اور یہ
ظاہر ہے کہ ناخوش مویشی نہ اچھی طرح سے کھا پی سکتے ہیں اور نہ ٹھیک
کام دے سکتے ہیں۔دُودھ محبت سے پیدا ہوتا ہے لہٰذا لازمی ہے کہ
گایوں کو کبھی درہم برہم ہونے دیا جاوے۔اگر اُن کے امن و عافیت میں
فرق آ جاویگا تو جس غرض سے اُنھیں پالا جاتا ہے۔اس قدر تردد اور
صرف گوارا کیا جاتا ہے وہ قریب قریب خبط ہو جاویگا یہ بالکُل صحیح ہے
کہ اچھے سے اچھے مویشی بھی بد مزاج اور زشت خُو ملازموں کے ہاتھوں
تنگ آکر کچھ کے کچھ ہو جاتے ہیں۔اُن کی قابل تعریف صفات میں
بہت بڑا فرق نظر آنے لگتا ہے۔رفتہ رفتہ یہ مریض دُبلے پتلے اور
کمزور ہو جاتے ہیں۔قصہ کوتاہ یہ سب خرابیاں ناقابل تنگ مزاج اور
زود رنج ملازموں کی بدسلوکیوں کی وجہ سے ظہور میں آتی ہیں۔گاؤ خانہ کا
اہتمام کبھی کسی حالت میں ایسے ملازموں کے سپرد نہیں کرنا چاہیئے۔حسب

منشار ملازم گو ہر وقت آسانی سے نہیں ملا کرتے۔ تاہم جب ملازموں کو یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ ہمارے آقاء کو مویشیوں سے خاص شوق ہے اور وہ اُن کی خود نگرانی رکھتے ہیں تو اُنہیں اپنے کام کا خاص خیال ہو جاتا ہے اور وہ سمجھ جاتے ہیں کہ ہماری ملازمت اور ترقی وغیرہ کا انحصار ہماری حُسن کارگزاری پر ہے ÷

صفائی اور ورزش

صحت کی حالت میں گایوں کو نہلانا اور اُنہیں صاف رکھنا اور مناسب حد تک ورزش کرانا اشد ضروری ہے۔ ایک تجربہ کار صاحب کی رائے ہے کہ گایوں کو موسم گرما میں ہفتہ میں ایک یا دو مرتبہ نہلانا چاہیئے۔ موسم برسات میں ہفتہ یا دو ہفتہ میں ایک دفعہ۔ اور موسم سرما میں مہینہ میں ایک دن۔ جس دِن نہلانا ہو اُس دِن دیکھ لینا چاہیئے کہ مطلع صاف ہے۔ مویشیوں بالخصوص دُودھ دینے والی گایوں کو ٹھنڈ بڑی جلدی لگ جاتی ہے۔ اِس لئے احتیاط رکھنی چاہیئے کہ نہلانے کے بعد فی الفور اُن کے جسم کو اچھی طرح سے خشک کر دیا جاوے۔ موسم سرما میں نہلانے اور بدن خشک کر دینے کے بعد کچھ دیر کے لئے اُنہیں دُھوپ میں چھوڑ سکتے ہیں۔ ایسے بچھڑے بچھیوں کو جن کی عُمر چھ مہینے سے کم ہو نہلانا نہیں چاہیئے صرف خُشک کپڑے یا نرم بُرش سے دُوسرے تیسرے دن جسم صاف کر دینا

کافی ہے +

گایوں کو روز مرہ بلا ناغہ برش سے صاف کرنا لازمی ہے۔ اِس طرح وہ کئی عارضوں۔ موذی کرم اور جانوروں کے گزند سے محفوظ رہتے ہیں۔

دُودھ دینے والی گایوں کو صُبح کے وقت دو ڈھائی گھنٹے باہر ہوا خوری کے لئے بھیجنا انتہا درجہ ضرُوری ہے۔ یہی ہوا خوری اُن کی خاصی ورزش ہے۔ اگر موزوں صاف اور سبز چراگاہوں میں یہ ہوا خوری کریں تو کیا بات ہے۔ علاوہ ہوا خوری کے یہ کسیقدر سبز چارہ بھی کھلے طوُر پر چر سکتی ہیں۔ لیکن اگر یہ صوُرت نہو تو صرف باہر پھرا لانا ہی کافی ہے۔ انہیں راستہ میں کوئی شے کھانے کی اجازت نہ دیجاوے۔ گو شکم سیر اور خوشخور گائیں خود ایسی ویسی شے کی جانب مائل نہیں ہوتیں تاہم اپنی جانب سے احتیاط شرط ہے۔ طپش آفتاب اور بارش سے انہیں ہر حال محفوظ رکھنا چاہیئے۔ ایسے وقت کبھی اُنہیں باہر نکلنے نہ دیا جاوے +

نسل کشی

سویشیوں بالخصوص گایوں کی نسل کشی کا مسئلہ ایک بڑا نازک۔ سنجیدہ۔ اور غور طلب سمجھا جاتا ہے۔ فی الحقیقت اسکے ایسا ہونے میں ذرا کلام نہیں ہوسکتا اگر گاؤ خانہ بڑا ہو یا اعلےٰ نسل کی گایوں کی نسل میں فرق پڑنے دینا مدنظر نہیں ہے تو سب سے بہتر ترکیب یہ ہے کہ خود اپنے اہتمام میں نسل کشی کرائی جاوے اسطرح کفایت کے علاوہ دُودھ کی صفات میں فرق آنیکا احتمال بہت ہی کم ہو جاتا ہے

یہ ظاہر ہے کہ شروع میں جب کوئی گائے خریدی جاتی ہے خواہ وہ بظاہر کیسی ہی اچھی ہو۔کیسی ہی ڈیل ڈول کی دُرست۔ خوبصورت زیادہ عُمدہ اور دیر تک دُودھ دینے والی ہو مگر اُس کی نسبت یہ نہیں کہا جاسکتا کہ یہ بچے بھی اپنے سے ہی دیگی۔ ممکن ہے کہ اس کے بڑوں میں سے بعض اونے نسل کے ہوں۔ممکن ہے کہ اِسکی اچھّے سانڈ سے مطابقت نہ آئی ہو۔ یہ کبھی کبھی دیکھا جاتا ہے کہ معمولی درجہ کی گائے کی بچھیاں بہت اچھّی نکل آتی ہیں اِسحالت میں یہ سمجھا جاتا ہے کہ یا تو اچھّے سانڈ سے نسل کشی کرائی گئی ہے یا گائے خود اچھّی نسل کی ہے گو عدم غور و پرداخت اور دیگر بواعث سے اُس کی حالت درست نہیں رہی۔مویشیوں کی نسبت عام قاعدہ یہ قرار دیا جاتا ہے کہ" جیسے سے تیسا پیدا ہوتا ہے" پس لازمی نتیجہ اِس سے۔ یہ برآمد ہوتا ہے کہ ادنے نسل کی گائے بیلوں سے نسل کشی موجب ناکامی ہوگا۔ ایک بڑے تجربہ کار کی رائے یہ ہے کہ گائے خواہ کیسی ہی اعلےٰ اور قابل تعریف ہو جب تک یہ ثابت نہو جاوے کہ جس کی یہ نسل ہے۔ وہ بھی ایسے ہی تھے۔ تب تک اُس کی آیندہ نسل پر اعتبار نہیں کیا جاسکتا۔ لبا اوقات یہ دیکھا جاتا ہے کہ گائے بہت اچھّی ہے۔ جس سانڈ سے اُس کی مطابقت کرائی تھی وہ بہت اچھا تھا مگر اُن کی نسل اچھی نہیں نکلی۔ وہ اپنی پہلی پُشتوں پر چلی گئی۔ غرض "آبائی قانونِ قدرت" مویشیوں کی نسل پر بھی مؤثر ہوتا ہے۔

Like produces like ۓ

اسمیں شبہ نہیں کہ اِن دنوں بڑے بڑے شہروں قصبوں اور چھاؤنیوں میں مویشیوں کی نسل کشی کم صرف میں سہولیت کے ساتھ نہیں کیجاسکتی مگر مضافات یا بڑے بڑے گاؤ خانوں میں جن کے متعلق محفوظ چراگاہیں ہوں یہ عمل کفایت اور بہت کچھ آسانی سے کیا جاسکتا ہے۔ گائیں خریدنے کی نسبت اس میں خرچ کم پڑتا ہے اور اطمینان مزید ہے۔ برآں بچھیوں کی عمر جب دو برس تین مہینوں کی ہو جاتی ہے تو اُنہیں نسل کشی کے قابل سمجھا جاتا ہے۔ تین سال کی عمر میں وہ پہلا بچہ دے دیتی ہیں۔ یہ ظاہر ہے کہ جبتک گائے دُودھ دیتی رہے اسکا بچہ پاس رکھنا بہت ضروری ہے۔ دُودھ دینے سے رُک جانے کے بعد گائے کی بچھی کو قریب ۲۶ مہینے زاید رکھنا پڑتا ہے۔ اس وقت یہ پہلا بچہ دیدیتی ہے اِن ۲۶ ماہ کے خرچ کی اوسط پچاس سے ستر رُوپیے پڑتی ہے۔ اب خیال کیا جاسکتا ہے کہ اچھی گائے سَو ڈیڑھ سَو سے کم میں نہیں آسکتی۔ اگر ضرورت نہو تو اُسے پہلا بچہ دینے کے بعد فی الفور فروخت کرسکتے ہیں۔ معقول قیمت مِل جاویگی +

نسل کشی کے چند قاعدے ہیں اور یہ اِس درجہ صاف اور سادہ ہیں کہ ہر شخص بآسانی سمجھ سکتا ہے۔ حصول کامیابی کے لیئے اُن کا پاس اور اُن کی پابندی لازمی ہے۔ سب سے پہلا قاعدہ یہ ہے کہ آبائی خواص کا موجودہ اور آیندہ نسل پر اثر ضرور ہوتا ہے یعنے جیسے سے تیسا پیدا ہوتا ہے۔ اِس سے مُراد یہ ہے کہ بعض نسلوں کے مویشیوں

ہیں شکل و شباہت - رنگ - مزاج - عادات - صحت اور کئی اور اوصاف میں خصوصیتیں پائی جاتی ہیں - اُن سے جب نسل لی جاتی ہے تو اُن کی اولاد میں بھی وہی خواص پائے جاتے ہیں جو اُن میں ہوتے ہیں یہ قاعدہ عملاً ہر جگہ یکساں صحیح اور درست ثابت ہوا ہے اور فی الحقیقت یہ سراسر طبعی اور جبلی ہے اِس لئے گایوں کے بارہ میں اِسے رہنمائے کامل سمجھنا چاہئیے اور روز مرّہ کا مشاہدہ اور تجربہ اِس قاعدہ کی صداقت کا دائمی ثبوت پیش کرتا رہتا ہے - مثلاً ہانسی کی گائے اور بیل سے جو بچّے پیدا ہوتے ہیں وہ از سر تا پا ہانسی کے ہوتے ہیں - کہیں لے جائیے واقف کار فی الفور کہہ دینگے کہ یہ ہانسی کے ہیں - انہیں بتانے کی کچھ ضرورت نہیں ہوگی - جہانتک ممکن ہوسکے سانڈ جس سے گائے کی مطابقت کرائی جاوے صحت اور نسل کے لحاظ سے گائے سے بھی برتر ہونا چاہیئے - کیونکہ آئندہ نسل پر گائے کی نسبت سانڈ کا زیادہ اثر پایا جاتا ہے - غرض گائے اور سانڈ نسل کشی کے لئے اچھے سے اچھے انتخاب کرنے چاہئیں - المختصر -

(۱) کبھی کسی حالت میں ادنےٰ نسل کا سانڈ نسل کشی کے لئے تجویز کرنا نہیں چاہیئے ۔

(۲) ادنےٰ نسل کی گائے بھی نسل کشی کے لیئے منتخب کرنی نہیں چاہیئے -

(۳) اگر گائے اور سانڈ اعلےٰ نسل کے آسانی سے میسّر نہ آویں - اور موجودہ نسل کی ترقی بہر حال مد نظر ہو تو یہ کیا جاوے کہ معمولی

گائے کی اعلےٰ نسل کے سانڈ سے مطابقت کرائی جاوے اگر سانڈ گائے سے بھی کمتر نسل کا ہوگا تو نتیجہ یہ ہوگا کہ آیندہ نسل گائے سے بھی بدتر ہوگی اگر گائے معمولی اور سانڈ اعلےٰ نسل کا ہوگا تو لازمی نتیجہ یہ برآمد ہوگا کہ آیندہ نسل کم از کم گائے سے بہتر ہوگی۔

(۱۴) جس سانڈ سے ایک گائے کی مطابقت کرائی گئی تھی اسی سے اسکی بچی کی ہرگز نہ کرائی جاوے۔ کسی گائے کے بچھڑے سے بڑا ہونے پر اس گائے کی کبھی مطابقت نہو۔ اسیطرح ایک گائے کے بچے بچھیوں کی کسی صورت میں باہمی مطابقت نہ کرائی جاوے۔ ورنہ اسمیں ذرہ سا بھی شبہ نہیں ہوسکتا۔ کہ نسل تنزل پذیر ہونی شروع ہو جاویگی اور رفتہ رفتہ یہ بدترین نسل باعث نقصان ہوگی۔ غرض ایک خاندان کے مویشیوں سے نسل کشی بڑی بھاری غلطی ہے جس کی تلافی محال ہے +

تمام تجربہ کاروں کی رائے ہے کہ نسل کی عمدگی کا انحصار زیادہ تر خوراک اور شب و روز کی یکساں غور و پرداخت پر بھی ہوتا ہے۔ موزوں اور باقاعدہ خوراک سے جسم ترقی پذیر ہوتا ہے۔ صحت قائم رہتی ہے اور اعضاے مضبوط ہوتے جاتے ہیں۔ اچھی سے اچھی نسل کے مویشی بھی بے غوری خراب جگہ اور مناسب غذا نہ ملنے کے باعث نکمے ہو جاتے ہیں۔

بچھڑوں کی پرورش بھی شروع سے ایسی کرنی چاہیئے جیسی کہ دودھ دینے والی گایوں کی۔ اگر یہ کسیقدر فربہ ہو جاویں تو چنداں مضایقہ نہیں ہے۔ مگر یہ خیال رہے کہ ان کے جسم کی نشو ونما میں فرق نہ آجاوے

ابتداء سے ہی اُن کی عادات درست رکھنی چاہئیں۔ تاکہ دُودھ دینے کے موقعہ پر یہ کسی طرح دق نہ کریں۔ اکثر گائیں دُودھ روک لیتی ہیں آپ ہی جاتی ہیں یا لاتیں مارتی ہیں۔ علی ہذا یہ سب عیب شروع سے ہی مناسب تربیت نہ ہونے کے باعث لاحق ہو جاتے ہیں۔ پہلا سبق گائے کی بچھوں کو جب وہ کسی قدر بڑی ہو جاویں یہ سکھانا چاہیئے کہ بلاخوف وہ اپنے مالکوں سے ہل مل جاویں۔ اُنہیں دیکھکر خوش ہوں اور پیار کریں۔ اِس صورت میں لازمی ہے کہ مالک بھی اُن کے پاس ایسے وقت جایا کریں جبکہ اُن کا مزاج درہم برہم نہ ہو۔ تلخیئے مزاج اور ترش روئی چھپی نہیں رہتی۔ التفات اور محبّت سے مویشیوں اور مالکوں میں ایک خاص اُنس پیدا ہو جاتا ہے۔ جس کی صحیح کیفیت وہی سمجھ سکتے ہیں جنھیں تجربہ ہے۔ بڑے مویشیوں کی نسبت چھوٹے چھوٹے بچھڑے اور بچھیاں زیادہ تربیت پذیر ہوتی ہیں۔ ابتداء سے اِنکی جیسی عادتیں ڈالنا چاہیں پڑ سکتی ہیں +

سانڈ

بڑے گاؤ خانہ میں جہاں گایوں کی تعداد زیادہ ہو بہتر یہ ہے کہ ایک دو سانڈ نسل کشی کے لیئے ضرور رکھے جاویں۔ وجہ یہ ہے کہ اگر ٹھیک وقت پر باقاعدہ گایوں کی مہزوں سے سانڈوں سے مطابقت نہ کرائی جاویگی تو گاؤ خانہ میں اُن کی موجُودگی محض فضول ثابت ہوگی۔ عین وقت پر

باآسانی موزوں سانڈ اوّل تو ملنے محال ہیں اگر ملیں تو شاید وہ مفید مطلب نہوں۔ قاعدہ یہ ہے کہ ایک سانڈ سے خواہ اُس کی صحت کیسی ہی اچھی ہو ہفتہ میں دو مرتبہ سے زیادہ نسل کشی کا کام نہ لیا جاوے۔ سانڈ ہمیشہ اعلےٰ نسل کا ہونا چاہیئے۔ اِس بارہ میں جسقدر تاکید کی جاوے کم ہے +

اچھے سانڈ کی یہی نشانیاں ہوا کرتی ہیں کہ اس کی نسل کے لحاظ سے اسکا قد پورا ہو۔ کوتہ قامت نہو۔ پیشانی مُنہ اور سینہ چوڑا اور پیٹھ بھی چوڑی اور لمبی ہو۔ اعضاء سڈول اور مضبوط۔ چہرہ چھوٹا اور آنکھیں بڑی بڑی ہونی چاہئیں۔ گردن کوتہ بھری ہوئی اور طاقت ور ہو۔ کوہان بھی خُوب اُبھرا ہوا ہو۔ سر اُستوار رہے۔ کان بڑے اور چوڑے چوڑے نہوں مگر گردن سے نیچے لٹکنے والا حصّہ گوشت دراز ہونا چاہیئے +

نابالغ سانڈ سے نسل کشی حد درجہ کی غلطی ہے۔ ایسے کم سن سانڈ کی نسل کمزور اور عیب دار ہوگی جس کی پرورش میں کئی طرح کی دقتیں پیش آوینگی۔ ایسے سانڈ سے کسی گائے کی مطابقت کرانے کا فی الفور نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ گائے کا دُودھ کم ہو جاتا ہے۔ تین برس سے کم اور آٹھ برس سے زیادہ عمر کے سانڈ سے ہرگز کسی گائے کو ملایا نہ جاوے +

جن سانڈوں سے نسل کشی مدنظر ہو اُن کی پرورش بھی قریب قریب اُسی طرح کرنی چاہیئے جیسے کہ دُودھ دینے والی گایوں کی کی جاتی ہے۔ یہ نہو کہ وہ بھوکے پیاسے سارے دن بازاروں میں لاٹھیاں اور گالیاں کھاتے پھریں۔ خوراک کی تلاش میں میدانوں اور نالیوں میں سارے دن

مُنہ مارنے سے اُنہیں پُوری خوراک حاصل نہیں ہوسکتی۔ اس آوارگی اور پریشانی کے جب یہ خُوگر ہو جاتے ہیں تو اُن کی کئی اصلی صفات میں فرق آجاتا ہے۔ موسموں کے تغیّر و تبدل گرمی سردی اور بارش کے گزند سے اُنہیں محفوظ رکھنا لازمی ہے۔ پوری خوراک نہ ملنے سے یہ لاغر اور کمزور ہو جاتے ہیں۔ یہ ظاہر ہے کہ جب اُن کی طاقت ہی زائل ہوگئی تو یہ نسل کشی کا کام کیا خاک کرسکینگے۔ اکثر دیکھا جاتا ہے کہ مذہبی لحاظ سے کار ثواب سمجھکر سانڈ چھوڑے جاتے ہیں۔ چونکہ اُن کی حفاظت۔ پرورش۔ اور نگرانی کا بعد میں مُطلق خیال نہیں کیا جاتا اِس لیئے شب و روز اُن کی آوارہ گردی میں بسر ہوتی ہے۔ یاتو مویشیوں کے گلّہ کے ساتھ ساتھ چرنوں میں پھرتے رہتے ہیں یا اناج کی منڈیوں میں مُنہ مارا کرتے ہیں۔ جن کا یہ بلا وجہ نُقصان کرتے ہیں وہ اُن کے ساتھ بسا اوقات غصہ میں آکر سختی بلکہ بہت کچھ بیرحمی کے ساتھ پیش آتے ہیں۔ جن سانڈوں کی یہ کیفیت ہوتی ہے وہی قریب قریب تمام گلّہ کی گایوں کے لئے کار آمد ہوتے ہیں۔ اِس زبوں و مذموم طریق کا نتیجہ بخُوبی سمجھ میں آسکتا ہے۔ اچھی اور زیادہ دُودھ دینے والی گائیں بھی ایسے سانڈوں سے مُطابقت کے بعد کُچھ کسے کچھ ہو جاتی ہیں۔ اُن کے دُودھ میں کمی واقع ہو جاتی ہے اور مزاج بگڑ جاتا ہے۔ آیندہ نسل بتدریج زوال پذیر ہوتی چلی جاتی ہے +

سانڈوں کو دن میں دو مرتبہ صبح و شام پُوری خوراک ملنی چاہیئے۔

ہانسی کے ایک بالغ سانڈ کی دو وقتہ خوراک کی مناسب مقدار ذیل میں درج کی جاتی ہے:-

کھلی .... ۲ سیر	گیہوں .... ۲ سیر
سبز گھاس کی کُٹی ...۴ سیر	صاف بھوسہ ....۴ سیر
نمک ...... ایک چھٹانک	گندھک ...... سوا تولہ

اِس سانی کے علاوہ رات دن میں اُسے سُکھائی ہوئی گھاس (HAY) یا سبز گھاس یا اور ہرا چارہ کافی مقدار میں دینا چاہیئے۔ اگر کسی سرسبز چراگاہ میں اُسے لے جانا منظور ہو تو بہتر یہ ہے کہ ایک لمبے مضبوط رسّے کے ساتھ اُسے باندھ دیا جاوے تاکہ یہ چارہ شکم سیر ہوکر چر سکے مگر آوارگی اختیار نہ کرے۔ چراگاہ سے واپس آنے کے بعد سانی کے علاوہ اِسے اتنا ہی اور چارہ دینا چاہیئے جتنا کہ یہ رغبت کیساتھ کھا سکے۔ زیادہ مقدار خراب کرنے کے لئے نہ دی جاوے۔ اس کی جگہ اور برتن اچھی طرح سے صاف رکھنے لازمی ہیں اور برش سے روزمرہ جسم صاف کرا دینا بھی ضروری ہے +

سانڈ کا حد اعتدال سے زیادہ موٹا ہو جانا اچھا نہیں ہے۔ نہ اسے موٹا ہونے دیا جاوے اور نہ لاغر۔ جسم دوہرا اور مضبوط ہونا چاہیئے +

عین وقت پر جبکہ گائے بہمہ جہت طیار ہو اُس کی سانڈ سے مطابقت کرائی جاوے۔ مگر یہ نازک عمل ایک علیحدہ اور موزوں جگہ ہونا چاہیئے +

اس موقعہ پر گائے کو سہولیت کے لحاظ سے رسّے سے باندھ دینا چاہیئے۔ سانڈ کی ایک یا دو مرتبہ کی مطابقت کافی ہے۔ ہفتہ میں دو مرتبہ سے زیادہ ان سے نسل کشی کا کام لینا سخت غلطی ہے۔ نیز چراگاہوں یا دیگر مقامات میں انہیں بغرض مُطابقت گایوں کے درپے رہنے کی اجازت ہرگز نہیں دینی چاہیئے؛

یہ طریق مناسب حال نہیں ہے کہ سانڈ غُل مچاتے ہوئے پیچھے پیچھے دوڑیں اور گائیں اِدھر اُدھر بھاگیں یا اُچھلتی کودتی پھریں۔ اِس طرح اُن کی طاقت زائل ہونے کے علاوہ اور کئی نقص عائد ہو جاتے ہیں۔ اگر سانڈوں سے بے قاعدہ یا اُن کی بساط سے زیادہ کام لیا جاویگا۔ تو نتیجہ یہ ہوگا کہ نسل کشی کے یہ مطلب کے نہیں رہیں گے۔ اُن کی خدمات سے استقرار محال ہوگا یعنے گائیں بار آور نہیں ہوسکیں گی۔ اگر اتفاقیہ ہوگئیں تو نسل نہایت کمزور۔ مریض اور قبل از وقت ختم ہوجانے والی پیدا ہوگی۔ غرض سانڈوں کی نسل اُن کی خوراک۔ غور و پرداخت اور باقاعدہ و بااصول مطابقت پر عمدہ مویشیوں کی افزایش نسل کا انحصار ہے؛

بیل

بیل۔ ہمیشہ گاؤ خانہ کے کسی مخصوص حصّہ میں باندھنے چاہئیں۔

گائے بچھڑوں کے ساتھ انہیں باندھنا موزوں نہیں ہے۔ان کی سانی سانڈوں کی سانی سے نصف[1] ہونی واجب ہے۔ البتہ حسب ضرورت کمی بیشی بھی کی جاسکتی ہے۔ سبز یا شگفتہ ہوئی گھاس سانی کے علاوہ ہوا کرتی ہے۔ خوراک سے اصل مراد سانی ہے۔ بیلوں کو خوراک صبح دوپہر اور شام تین مرتبہ کرکے دینی چاہیئے۔ مگر ان سے بارکشی آبپاشی یا زراعت کے متعلق محنت کا کام لینے سے ذرہ پہلے یا ذرہ دیر بعد خوراک کھلانی صحیح نہیں ہے۔ کام لینے سے دو گھنٹہ پہلے اور کام لینے کے دو گھنٹہ بعد کھلائی جاوے تو انسب ہے۔ گھاس آگے ڈال دینے کا مضائقہ نہیں ہے بلکہ ضروری ہے +

بیلوں کے جسم کو برش وغیرہ سے صاف رکھنا لازمی ہے۔ ان کی جگہ اور برتنوں کی صفائی بھی ویسی ہی ہونی چاہیئے۔ جیسی کہ دودھ دینے والی گایوں کی۔ انہیں سردی گرمی اور نمی سے بھی بچانا شرط ہے۔ صاف پانی کا یکساں گائے بیلوں کے لیئے مہیا کرنا عین واجب ہے۔ جن بچھڑوں کو ہل یا رتھ بہلیوں کے لیئے طیار کرنا مدنظر ہے ان کے لیئے تھنوں میں دودھ زیادہ چھوڑ دینا چاہیئے اور ان کی خوراک میں کبھی غفلت یا کمی واقع نہو ورنہ یہ حسب دلخواہ کام نہیں دے سکیں گے +

[1] سانڈوں کی خوراک انکے بیان کے ضمن میں ملاحظہ فرمایئے +

خُشک گائیں

بار ور ہونے کے بعد جب گایوں کا دودھ بہت ہی تھوڑا رہ جاوے۔ تو بہتر یہ ہے کہ اُسے نکالا نہ جاوے۔ بچھڑوں کو پینے کے لیئے چھوڑ دیا جاوے۔ اِس طرح ایک تو بچھڑے بچھیاں صحتور اور خوش رہیں گی۔ دوسرے گائے کی صحت بھی اچھّی رہے گی +

خُشک گایوں کو چنے یا کسی قسم کا اناج جن سے اُن کے فربہ ہوجانے کا احتمال ہو ہرگز دینا نہیں چاہیئے۔ فربہی بڑھ جانے سے بچّہ گر جانے اور پھر کبھی باردر نہونے کا اندیشہ رہتا ہے +

خُشک اور باردر گایوں کو سبز گھاس یا سُکھائی ہوئی گھاس خُوب دینی چاہیئے صاف بھوسہ کی سانی کے ساتھ شام کے وقت سیر بھر گیہوں کا چوکر اور آدھی چھٹانک نمک بھی دینا فائدہ مند ثابت ہوگا۔ مگر انہیں اس حالت میں سرسوں کی کھل یا اور اسی قسم کی گرم چیزیں ہرگز ہرگز نہ دی جاویں۔ ایسی چیزیں کھاکر گائیں یا تو بچّہ گرا دیتی ہیں یا ازسر نو سانڈوں سے رغبت کرنا شُروع کردیتی ہیں۔ مطابقت ہوجانے پر اکثر اسقاط ہو جاتا ہے یا بچّہ میں ایسے نُقص عائد ہو جاتے ہیں جن کا بعد میں دفعیہ محال ہو جاتا ہے۔ عجیب الخلقت بچّے ایسی ہی گایوں سے پیدا ہوا کرتے ہیں +

خُوراک میں اعتدال بہرکیف مدنظر رکھنا چاہیئے۔ خُوراک کم دینے

سے جہاں کمزور اور مریض ہو جانے کا خوف ہوتا ہے وہاں زیادہ دینے سے فربہ ہو جانے کا ڈر رہتا ہے۔ جہاں ایک مرتبہ خوراک شحم (چربی) میں تبدیل ہونی شروع ہو گئی ہو تو یوں سمجھ لینا چاہیئے کہ اب کام خراب ہوا۔ بیانے پر معلوم ہو جاویگا کہ بچہ کمزور اور پست قد ہے اور دودھ کم ہو گیا ہے۔ باوجود تھنوں کے اچھا ہونے کے دودھ بہت ہی کم نکلا کریگا۔ وجہ یہ ہے کہ بیانے کے بعد بھی خوراک کا ایک بڑا حصہ شحم میں تبدیل ہو جایا کریگا۔ بہت موٹی گایوں کے بچے یا تو مرے ہوئے پیدا ہوتے ہیں یا پیدا ہونے کے بعد بہت جلد مر جاتے ہیں۔ غرض حد سے زیادہ کھلانا اور ورزش نہ کرانا فربہی کا اصل باعث ہوا کرتا ہے۔ خشک اور باردار گایوں کو روز مرہ پھرانا یا سرسبز چراگاہ ہوئیں چھوڑ دینے کا مضائقہ نہیں ہے۔ مگر یہ احتیاط رہے کہ یہ بہت تھک نہ جاویں اور نہ کسی گائے یا بیل سے لڑیں اور نہ کسی نالی یا نالے میں نادانستہ گریں۔ اچھے راستہ سے انھیں لیجانا اور لے آنا چاہیئے۔ چرواہوں کو تاکید ہونی چاہیئے کہ انھیں نہ ماریں اور نہ ڈراویں اور نہ شوقیہ یا کسی اور وجہ سے بھگاویں۔ اگر ان کے گلے میں رسے ہوں تو انھیں پکڑ کر ہرگز جھٹکے نہ دیں۔ بالعموم ایسی حرکات چرواہوں کے لڑکے کھیل کے طور پر کیا کرتے ہیں۔ ناواقف چھوکروں کے ذمہ یا سپرد گائیں باہر لیجانے کا کام کسی حالت میں نہیں کرنا چاہیئے۔ ان کی کارروائیوں پر زیادہ اعتماد نہیں کیا جا سکتا باہر جا کر یہ خود کھیل کود و دنگا مچانے یا کھانے پینے میں

مشغول ہو جاتے ہیں اور مویشی مطلق العنان ہو کر خود سری اختیار کر لیتے ہیں۔ خشک گایوں کے جسم کو بھی روز مرہ برش سے صاف کرنا۔ انہیں حسب موقعہ نہلانا۔ ان کی جگہ اور برتنوں کو خوب پاک صاف رکھنا لازمی ہے۔ ان امور میں ان کے اور دودھ دینے والی گایوں کے درمیان تفاوت نہیں ہونی چاہیئے۔

نابالغ سانڈ۔ بانجھ گائیں۔ اور مطابقت کے لئے موسم پر آئی ہوئیں بارور گایوں کو اکثر دق کیا کرتی ہیں۔ جہانتک ممکن ہو سکے اُن کا ایسی صورت میں باہمی میل ملاپ نہیں ہونے دینا چاہیئے۔

وقتِ ولادت

قوانین قدرت مکمل اور ہر حالت میں آرام دہ ہوا کرتے ہیں۔ انہیں نہ سمجھنا۔ اُن کے خلاف عمل کرنا البتہ موجب تکالیف ثابت ہوا کرتا ہے۔ خشک یعنی بارور گایوں کی صرف خوراک۔ آرام۔ اور درزش کا خیال رکھا جاتا ہے۔ مگر وقت ولادت سے اہم اور نازک ذمہ واریاں شروع ہو جاتی ہیں۔ وقت ولادت سے کچھ دن پہلے بیانے کے آثار نمودار ہو جاتے ہیں۔ مثلاً کولے کی ہڈیوں کے پیچھے گڑھا سا پڑ جانا۔ جائے مخصوص سے زردی مائل رطوبت کا اخراج وغیرہ۔ جب ایسی صورت ہو تو بارور گایوں کا باہر بھیجنا بند کر دینا چاہیئے۔ اکثر اشخاص اِن آثار کا چنداں خیال نہیں کرتے

اور گائیں حسب معمول باہر بھیجدی جاتی ہیں۔ بسا اوقات چرواہے چراگاہوں سے بچے گود میں اُٹھاکر لاتے ہیں اور اُنھیں کے ساتھ ساتھ گائیں بدرجۂ مجبوری بمشکل تمام مسافت طے کر کے اپنی جگہ پر آتی ہیں۔ یہ طریق مذموم اور قابل انسداد ہے۔ ایسی ہی صورتوں میں گائیں ٹھنڈ کھا جاتی ہیں اور اس حالت میں مناسب آرام نہ ملنے کے باعث مختلف عارضوں میں مبتلا ہو کر آزار سہتی ہیں +

المختصر گایوں کو وقت ولادت سے کچھ عرصہ پہلے ہر طرح آرام دینا اور اُنہیں باحفاظت رکھنا لازمی ہے۔ اکثر بیانے سے دس پندرہ دن پہلے گایوں کے اپن اور تھن سوج جاتے ہیں اور اُن میں دُودھ بھر جاتا ہے۔ جب یہ کیفیت ہو تو سمجھ لینا چاہیئے کہ خاص احتیاط کی ضرورت ہے۔ ایسی حالت میں گائیں آسانی سے ٹھنڈ کھا جاتی ہیں۔ اس لیئے نہ اُنہیں نہلانا اور نہ باہر سرد ہوا میں جانے دینا چاہیئے۔ اُن کی جگہ خشک رکھنی چاہیئے اور ایسا انتظام کر دینا عین ضروری ہے کہ سرد ہوا کے جھوکے اندر نہ آویں۔ اگر اپن اور تھن بہت بڑھ جاویں اور دُودھ کی زیادتی معلوم ہو تو روزمرہ صبح و شام نکال لینا چاہیئے۔ دُودھ نکالنے کے بعد سرسوں کا تیل اپن اور تھنوں پر مل دینا ضروری ہے۔ اگر دُودھ نہ نکالا جاوے گا تو سراسر ممکن ہے کہ گائے کو بخار ہو جاوے اگر دُودھ نکالا جاوے تو اس قدر احتیاط کی شرط ہے کہ ذرا بھی باقی نہ رہ جاوے۔ ایک ایک قطرہ نکال لینا چاہیئے۔ اس عمل کے بیانے

Milk-fever ۵۲

تک روز مرّہ جاری رکھنے میں کچھ ہرج نہیں ہے +

بچہ دینے سے گھنٹہ دو گھنٹہ پہلے گائے کی صورت اور حرکات و سکنات سے کسیقدر بے چینی اور بے قراری کے آثار نمودار ہو جاتے ہیں۔ اس وقت مناسب یہ ہے کہ فی الفور جگہ دُرست کرا کے خشک مگر نرم نالی بچھا دی جاوے۔ سامنے ملائم سبز گھاس ڈال دی جاوے جسے گائے تھوڑی دیر بعد ایسے وقت میں بطور شغل کسیقدر کھاتی رہتی ہے۔ محافظ کو پاس رہنا چاہیئے۔ مگر گائے کی آنکھوں سے اوجھل تاکہ اُسے یہ نہ معلوم ہو کہ کوئی میری تاک میں بیٹھا ہے۔ غرض اِس موقعہ پر اُس کے تخلیہ اور امن میں خلل واقع نہو۔ پاس کے آدمی یا آدمیوں کو زور زور سے باتیں کرنا یا گانا یا شور مچانا نہیں چاہیئے ورنہ گائے کے بھڑکنے یا زیادہ بیقرار ہونے کا اندیشہ رہتا ہے۔ اوّل تو قانون قُدرت کے مُطابق انسان کی امداد کی ضرورت ہی نہیں پڑتی۔ پیدا ہونے کے بعد بچّہ کو گائے چاٹ چاٹ کر خُود صاف کر دیتی ہے۔ نیز بچّہ تھوڑی دیر ہاتھ پاؤں مار کر خُود کھڑا ہو جاتا ہے۔ اگر اتفاقیہ ہو تو کوتاہی نہیں کرنی چاہیئے۔ سلوتریوں وغیرہ کو بُلا کر اُن کی رائے کے موافق عمل کرنا عین واجب ہے +

مسٹر آئی زرا لوٹڈا صاحب کی یہ رائے ہے کہ بعد ولادت پاؤ بھر سونٹھ اور ایک چھٹانک ہلدی کو علیحدہ علیحدہ خُوب باریک پیسکر کسیقدر گیہوں کے آٹے اور پاؤ بھر گڑ میں خُوب رلا دینا چاہیئے۔ اِس

مرکّب کا نِصف حصّہ فی الفور کھلا دینا نہایت ضروری ہے تا کہ گائے
کو جو بیانے کے بعد تکلیف ہوتی ہے وہ رفع ہو جاوے اور شکم میں
سے بقیہ رطوبتیں خارج ہو جاویں۔ باقی کا نِصف حصّہ چھ گھنٹہ بعد
کھلاویں۔ اس سے زیادہ نہیں دینا چاہیئے۔ ورنہ دُودھ کے حق میں
یہ مرکب مُضر ثابت ہوگا۔

بیانے کے بعد کامِل احتیاط رکھنی چاہیئے کہ گائے کی جائے
مخصُوص اور بچّہ کی ناف زخمی نہ ہو جاوے۔ یا مکھیاں مچھر وغیرہ بُھجا
نہ دیں۔ انہیں گرم پانی سے دھو کر ایک صاف مگر ملائم کپڑے سے باہستگی
تمام خشک کر دیں۔ زاں بعد مرہم لگا دیں جسکے طیّار کرنے کی ترکیب ذیل
میں درج کی جاتی ہے :۔

میٹھا تیل یا سرسوں کا تیل .... ۴ چھٹانک
کافور .... ایک تولہ
سپرٹ آف ٹرپن ٹائن .... ایک چھٹانک

پہلی اور دُوسری چیز عام ہے۔ تیسری شئے انگریزی دوا فروشوں سے
بہت کم قیمت پر مِل سکتی ہے۔ اس مرہم کو صبح و شام آٹھ دس دن
تک لگانا چاہیئے۔

بیانے کے بعد چُونکہ گائے کے ٹھنڈ کھا جانے کا زیادہ اندیشہ رہتا
ہے۔ اِس لیئے بہتر یہ ہے کہ اسپر بلحاظ موسم ایک ہلکا یا بھاری کمبل
ڈال دیا جاوے۔ نیز احتیاط کامل رکھنی چاہیئے کہ بیانے کے وقت یا

Spirits of turpentine!

بعد گائے کے پاس پانی یا اور کوئی پینے کی شے نہ رکھی ہو۔ بیانے
کے بعد اگر کسی قسم کی تکلیف یا شکایت گائے کو نہو تو کچھ بات ہی نہیں
کسی قسم کی دوائی کھلانے یا لگانے کی ضرورت نہیں + لیکن اگر اس کی
آنکھوں کی رنگت روشنی دکھانے پر فولاد ہو جاوے ۔ اور آنکھوں
کے اوپر گڑھے گہرے نظر آویں تو یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ گائے کو تکلیف ہے
اس حالت میں بیانے سے چار گھنٹے بعد گیہوں کے چوکر کو پانی میں
خوب اُبال کر گرم گرم گائے کو کھلانا ضروری ہے۔ مگر یہ مہیلا تر اور پتلا
ہونا واجب ہے۔ گاڑھا اور سخت نہ ہو۔ یہ مُرکّب اندر داخل ہوکر
گائے کے جسم کو گرم کر دیگا اور اس کی تکلیف رفع ہو جاویگی ۔ یہ
مہیلا بیانے سے برابر تین دن تک کھلا سکتے ہیں۔ اس سے ایک تو
دُودھ خوب اُتریگا۔ اندر کسی قدر گرمی رہیگی اور قبض کی شکایت نہیں ہوگی۔
بیانے کے ۲۴ گھنٹے بعد تک گائے کو سرد یا گرم کسی طرح کا پانی
نہیں دینا چاہیئے ۔ دوسرے دن سے گرم پانی دینا چاہیئے اور ایک
ہفتہ تک اُسے جاری رکھنا اشد ضروری ہے۔ اِس امر کی خاص احتیاط
لازمی ہے ورنہ سرد پانی دینے سے احتمال ہے کہ گائے دُودھ کو سردی
لگ جاوے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوسکتا ہے کہ ایون سوج جاویں اور
تھنوں پر ورم آجاوے۔ ایسے وقت میں گائے کو یہ شکایت نہایت
تکلیف دہ ہوا کرتی ہے اس حالت میں وہ کسی کو دُودھ دوہنے
نہیں دیتی بلکہ یہانتک کیفیت ہو جاتی ہے کہ اُسے اپنے بچّہ کا

تھنوں کے پاس تک آنا گوارا نہیں ہوتا +

بیانے سے پہلے ہفتہ میں گائے کی خوراک صرف نرم ہری گھاس اور جھیلا ہونا چاہیئے جس کے بنانے کی ترکیب یہ ہے +

گیہوں کا چوکر	ایک سیر
نمک	ایک چھٹانک
پسی ہوئی ہلدی	ایک چھٹانک

اس مرکب کو پکاکر اور ٹھنڈا کر کے دن میں دو تین مرتبہ - صبح - دوپہر - اور شام یا صبح و شام دینا چاہیئے - بیانے کے تین دن بعد تک بھوسہ قطعی نہ دیا جاوے - اسی طرح ایک ہفتہ تک مقوی غذا دینی مضر ثابت ہوگی - اس سے تھنوں کے سوج جانے کا خوف رہتا ہے +

یہ صحیح ہے کہ ادنےٰ نسل کی معمولی گائیں سخت ہوتی ہیں اور اسی وجہ سے وہ گرمی و سردی بہت کچھ آسانی سے جھیل جاتی ہیں - نہ اُن کی جیسی کہ چاہیئے کوئی غور و پرداخت کرتا ہے اور نہ یہ اِس خاطر و تواضع و احتیاط کی عادی ہوتی ہیں - اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ یہ دودھ بھی بہت کم دیتی ہیں اور وہ اچھا بھی نہیں ہوتا +

اچھی نسل کی گایوں کی جو بہت زیادہ اور قابل تعریف دودھ دیتی ہیں - اگر باقاعدہ پرورش نہ کی جاوے اور لاپروائی اور بے احتیاطی سے کام لیا جاوے تو انجام تلخ کامی و مایوسی ہوتا ہے +

بیانے کے بعد اگر گائے کو کوئی ایسی تکلیف یا ایسا عارضہ لاحق

ہو جاوے کہ وہ تحقیق نہ ہو اور شبہ رہے تو دفع نظر یا رفع شکایت کی
غرض سے بجائے تعویذ و نقش باندھنے یا جھاڑ پھونک کرانے کے فی الفور
کسی تجربہ کار سلوتری یا کسی ایسے شخص کو دکھانا چاہیئے کہ جسکی رائے
پر اعتماد کیا جاسکے۔ بعد تشخیص مرض جو وہ رائے دیں یا ہدایات کریں۔
انہیں کے مطابق عمل کرنا چاہیئے +

گائے کے بیانے کے گھنٹہ ڈیڑ گھنٹہ بعد اُسے دوہنا چاہیئے اور بچّہ
کو دودھ پینے کے لئے تھنوں کے پاس چھوڑ دینا عین واجب ہے۔
بچّہ شکم سیر ہونے کی غرض سے تھنوں پر خوب مُنہ مارتا ہے۔ اس طرح
تھنوں کا مُنہ کھُل جاتا ہے اور دودھ شرعت کے ساتھ نکلنے لگتا ہے۔
نیز بچّہ کے اِس عمل سے گائے کی تکلیف بہت کچھ رفع ہو جاتی ہے۔
بیانے کے بعد تین دن تک گائے کو روز مرّہ تین وقت دوہنا چاہیئے
اور تین دن بچّہ کو ہر وقت گائے کے پاس رہنے دینا چاہیئے محافظ
صرف یہ نگرانی رکھے کہ بے احتیاطی یا گائے کی کسی حرکت سے بچّہ دب
یا زخمی نہ ہو جائے۔ چونکہ بیانے سے تین دن تک دودھ تین مرتبہ
دوہنا ضروری ہے اِس لئے دوہنے سے ایک گھنٹہ پہلے بچّہ کو پھر
تھنوں کے پاس چھوڑ دینا چاہیئے تا کہ وہ دودھ کا کوئی قطرہ تھنوں
میں باقی نہ چھوڑے۔ تیسرے دن رین بڑھ جاتا ہے اور دودھ
کی اصل روانی شروع ہو جاتی ہے۔ اس دودھ سے مکھن بہت اچّھا
نکلتا ہے۔ نئی بیاہی ہوئی گائے کا دودھ جبتک تین ہفتے نہ گزر جاویں

شیر خوار بچوں کو نہیں دینا چاہیئے۔ بیانے سے ایک ہفتہ بعد اور پہلے مہینے کے خاتمہ تک دُودھ میں سے زیادہ مکھّن بر آمد نہیں ہوتا اِس امر کا چنداں خیال نہیں کرنا چاہیئے۔ اکثر تجربہ کار اصحاب گائے کے بیانے سے دو ہفتہ بعد تک یہ کیا کرتے ہیں کہ بچّہ کو گائے کا دُودھ پینے کی گھنٹہ آدھ گھنٹہ اجازت دیدیتے ہیں۔ زاں بعد اُسے جُدا کر کے ایک علیحدہ جگہ چھوڑ دیتے ہیں۔ پھر گھنٹہ دو گھنٹہ بعد اُسے دُودھ پینے کی گھنٹہ آدھ گھنٹہ کے لئے اجازت دیدیتے ہیں غرض یہی سلسلہ چودہ پندرہ دن تک دن رات جاری رہتا ہے بیانے سے ایک مہینہ تک بچّہ کو گائے سے کسی حالت میں متواتر تین گھنٹے سے زیادہ جُدا نہیں رکھنا چاہیئے۔ انسب یہ ہے کہ دو گھنٹے سے زیادہ اُن کی باہمی علیحدگی روا نہ رکھی جاوے دو مہینے بعد گائے کے بچھڑے۔ بچھیاں اچھی طرح سے کھانے پینے لگتی ہیں اِس وقت صُبح و شام صِرف ایک گھنٹہ اُنہیں دُودھ پینے کے لئے گائے کے پاس رہنے کی اجازت دیسکتے ہیں +

بچھڑے۔ بچھیّاں

یہ بڑی غلطی ہے کہ بچھڑوں اور بچھیّوں کی شُروع سے ہی غور و پرداخت اور توجّہ کے ساتھ پرورش نہیں کی جاتی۔ اُنہیں ایک مدّ

فاضل سمجھا جاتا ہے۔ اگر اُنھیں اچھّی طرح سے رکھا جاتا ہے تو یہ بہت جلد توانا ہو جاتے ہیں۔ دو ڈھائی سال کی عُمر میں اِنکی قیمت معقول وصول ہو جاتی ہے +

انگلستان میں گائیں بغیر بچّوں کے بھی پورا دودھ دینے میں دریغ نہیں کرتیں۔ مگر ہندوستان کی گایوں سے یہ توقع رکھنا فضول ثابت ہوگا۔ انگلستان کی گائیں بتدریج نسلاً بعد نسلاً اِس طریق کی عادی ہوئی ہیں اُنھیں متواتر اس طریق کی تربیت ہوتی رہی ہے جس کی وجہ سے رفتہ رفتہ اُن کی طبیعت اور خُو خصلت میں تغیّر واقع ہوگیا ہے۔ پس اگر ہندوستان کی گایوں میں بھی یہ بات پیدا کرنی مدِّنظر ہے تو اس کے لیئے وہی عمل لازمی ہے جو انگلستان میں کیا جاتا رہا ہے۔ اِس ضمن میں یہ ظاہر کر دینا بھی غیر مناسب نہیں ہوگا کہ تجربہ کار اصحاب اِس کے مُؤیّد نہیں ہیں۔ وہ ہرگز اِس قسم کے تجربات کی رائے نہیں دیتے اُن کا قیاس یہ ہے کہ اپنے بچّوں کی موجودگی اور اُن کے پاس ہونے کی وجہ سے گائیں قُدرتاً زیادہ دُودھ دیتی ہیں۔ بصُورت دیگر نمایاں کمی ظہور میں آتی ہے + بچھڑے اور بچھیاں جب دس پندرہ دن کی ہو جاویں تو اُنھیں نرم اور دُوب گھاس کے علاوہ صبح و شام کسیقدر چنوں گیہوں یا جو کا بہت باریک دلیا دینے میں ہرج متصور نہیں ہے۔ جب یہ تین ہفتوں کے ہو جاویں تو صبح۔ دوپہر اور شام کو کسیقدر گیہوں

چنوں یا جو کا باریک بھیگا ہوا دلیا ہری نرم دوب گھاس کی کٹی کے ساتھ ملاکر دینا عین واجب ہے۔ مگر یہ واضح رہے کہ خشک چوکر یا بھوسہ انہیں ہرگز نہ دیا جاوے۔ ایسا اکثر کرتے ہیں۔ پیدا ہونے سے تین ہفتوں تک یہ کچھ رغبت کے ساتھ نہیں کھاتے مگر نرم ہری گھاس کی کٹی اگر سامنے ڈال دی جاوے تو یہ ذرہ ذرہ اُسے چباتے رہتے ہیں اور اس طرح کھانے کی اُنھیں عادت پڑجاتی ہے

جوں جوں بچھڑے بچھیاں بڑی ہوتی جاویں بتدریج اُن کی خوراک میں مناسب اضافہ کرنا لازمی ہے۔کھلی اگر اُنہیں دینی ہو (اور کیسقدر ضرور دینی چاہئے) تو وہ السی کی میٹھی کھلی ہو سرسوں وغیرہ کی کھل اُن کے لئے نہایت مُضر صحت ثابت ہوگی۔ نمک اور گندھک شروع سے ہی انہیں دینی چاہیئے۔ ایک مہینہ سے لیکر تین مہینے تک کے بچھڑوں بچھیوں کو صبح پاؤ بھر گیہوں کا دلیا۔ پاؤ بھر گیہوں کا چوکر اور پاؤ بھر ہی السی کی میٹھی کھل دے سکتے ہیں۔ یہی مقدار شام کو دی جاویگی اِس سے زیادہ ہرگز نہیں ورنہ سراسر نقصان متصور ہے اس مقدار میں ہری نرم گھاس شامل نہیں ہے یہ تو جتنی وہ کھا سکیں کھلا دی جاوے۔ پانی گدلا اور بدبُو دار کھاری کبھی نہیں پلانا چاہیئے بالکل صاف شفاف اور شیریں مہیا کرنا اشد ضروری ہے

اکثر تجربہ کار اصحاب یہ کیا کرتے ہیں کہ جب بچھڑے بچھیاں تین مہینوں سے کچھ زیادہ کے ہو جاتے ہیں تو گیہوں یا جو چنوں

کا دلیا کم کرکے السی کی میٹھی کھلی کی مقدار بڑھا دیتے ہیں +

جب اُن کی عمر چھ مہینے کی ہو جاتی ہے تو گیہوں ۔ جو چنوں کا دلیا قطعیؔ موقوف کر دیا جاتا ہے ۔ اس کی جگہ چھ مہینے تک (یعنی اُن کی سال بھر کی عمر ہونے تک) ڈیڑھ سیر پختہ السی کی میٹھی کھلی رات دِن میں بمقدار مناسب کھلاتے ہیں ۔ جب اُن کی عمر کا دُوسرا سال شُروع ہوتا ہے تو السی کی کھلی کی مقدار دو سیر یومیہ کر دی جاتی ہے ۔ بچھڑے ۔ بچھیوں کو خُوراک دینے کا اچھا وقت وہ ہوتا ہے جب کہ دُودھ پلانے کے بعد اُنہیں گایوں سے علیحدہ کر دیا جاتا ہے ۔ باقاعدہ بپابندی اوقات مقررہ انہیں خُوراک دینی چاہیئے ۔ وقت بے وقت دینے میں عادات بگڑ جانے کے علاوہ فتوُر معدہ کا احتمال رہتا ہے +

چھوٹے چھوٹے بچھڑوں ۔ بچھیوں کو جہانتک ممکن ہو سکے رسّے رسّیوں سے باندھا نہ جاوے بلکہ کسی محدُود جگہ کے اندر جس کے گرد چار دیواری ہو اُنہیں کھُلا چھوڑ دیا جاوے ۔ گاؤ خانہ میں ہر ایک بچھڑے بچھیا کو کم از کم پانچ فٹ لمبی اور چار فٹ چوڑی جگہ ملنی چاہیئے فرش روز مرّہ صاف ہونا لازمی ہے ۔ صاف کرنے کے بعد اسپر خُشک بچالی بچھا دینی چاہیئے ۔ تیز دُھوپ بارش ۔ سردی اور بہت ٹھنڈی ہواؤں سے اِنہیں محفُوظ رکھنا محافظ گاؤ خانہ کا عین فرض ہے +

بچھڑے ۔ بچھیوں کو کبھی کسی حالت میں گیلی یا نمدار جگہ یا اوس

سے تر گھاس پر بٹھانا نہیں چاہیئے جبتک یہ چھوٹے چھوٹے رہیں اُنہیں نہلانے کی کچھ ضرورت نہیں ہوتی مگر روز مرّہ صبح و شام صاف کردینا اشد ضروری ہے ورنہ کئی قسم کی کلیلیاں اُنکے جسم کے ساتھ چمٹ جاتی ہیں

بچھڑے کی عُمر چھ مہینے کی ہو جاوے تو اُسے کھونٹے سے باندھ کر کھلانا چاہیئے اور بچھڑی کو جب وہ چار یا پانچ مہینے کی ہو جاوے باندھکر کھلانے میں ہرج متصور نہیں ہے مگر رات دن نہ بچھڑوں کو بندھا رکھیں نہ بچھیوں کو۔ بچھیوں کی نسبت بچھڑوں کو کسیقدر خوراک زیادہ دینی چاہیئے ◆

اِس امر پر جسقدر زور دیا جاوے کم ہے کہ بچھڑوں اور بچھیوں کی ترتیب روز اوّل سے ہی شروع ہو جانی چاہیئے۔ یہی تھوڑے عرصہ بعد گائیں اور بیل کہلاتے ہیں۔ اگر ابتداء سے ہی اُن کی عادات میں نقص عائد ہو جاوینگے تو بڑے ہوکر یہ مشکل سے رفع ہونگے۔ بعض لڑکے یا چرواہے بطور شغل یا تفریح طبع ان سے کھیلا کرتے ہیں۔ ان کو چڑاتے۔ دوڑاتے اور دق کرتے ہیں یہ حرکات قابل انسداد ہیں آدمیوں سے یہ جسقدر زیادہ مانوس ہوں بہتر ہے مگر اُن کا بدخو ہو جانا اچھا نہیں ہے۔ اکثر گائیں جو آدمی کے پاس جاتے ہی بھڑکنے لگتی ہیں یا جنگلی گایوں کی طرح سینگ اور لاتیں مارتی ہیں۔ اُن کی نسبت سمجھ لینا چاہیئے کہ یہ ابتداء کی ہی بگڑی ہوئی ہیں۔ شروع میں اِن کی حرکات باعث فرحت سمجھی جاتی ہیں مگر بعد میں اِن نقصوں کی بدولت

اِن کی قدر و قیمت میں بڑا فرق پڑ جاتا ہے۔ غرض باقاعدہ و موزوں خوراک - واجبی احتیاط و ترتیب اور وقت مناسب پر اُن سے اختلاط بہ جُملہ اُمور حسب دلخواہ نتائج پیدا کرانے میں کارگر ثابت ہوتے ہیں۔

بچھڑوں کو شروع سے ہی بچھیوں کی نسبت کھونٹے سے کم باندھنا چاہیئے - ان کی پیٹھ اور دُم پر پیار میں آکر دیر تک ہاتھ پھیرنا صحیح نہیں ہے - اِن میں چلنے پھرنے محنت اور مشقت کی زیادہ عادت ڈالنی چاہیئے بچھیوں کو نہ اتنی کم خوراک دی جاوے کہ وہ نحیف و ناتواں رہیں۔ اُن کے قوائے جسمانی نشو و نما نہو سکیں اور نہ اس قدر زیادہ کہ وہ وقت مقررہ سے پہلے سانڈوں سے رجوع ہو جاویں یا اعتدال سے زیادہ فربہ ہو کر ہمیشہ کے لیئے بچہ دینے کے نا قابل ہو جاویں قبل از وقت مطابقت کا نتیجہ نہایت زبوں ہوا کرتا ہے - استقرار محال ہے - اِس حالت میں کئی ایسی خرابیاں برپا ہو جاتی ہیں کہ جنکا انسداد بہت مُشکل ہوتا ہے جس قدر اُن پر روز پیدایش سے خرچ کیا جاتا ہے - جسقدر ان کی نسبت تردّد کرنا پڑتا ہے اور جسقدر محنت کی جاتی ہے وہ سب رایئگاں جاتی ہے - بڑی بچھیوں کو خوراک قریب قریب وہی دی جاتی ہے جو دُودھ دینے والی گایوں کے لئے بیان کیگئی ہے مگر یہ خیال رہنا چاہیئے کہ اس میں کھل اور گیہوں اور جو چنوں کی مقدار بہت ہی کم ہو - اور بنولے تو انہیں کسی حالت میں نہیں دینے چاہئیں - ہاں عمدہ سبز گھاس اور سُکھائی ہوئی گھاس جس قدر یہ

کھاسکیں کھلائی جاوے۔ اسمیں کوتاہی غیر واجبی ہوگی +

بچھڑے بچھیوں کی اموات کا زیادہ تر باعث بے غوری و بے احتیاطی ہوا کرتی ہے۔ جب یہ محض شیر خوار ہوتے ہیں تو بیجا طمع یا عدم توجہی سے انہیں دودھ کم پلایا جاتا ہے۔ زاں بعد انہیں نہ صحت بخش خوراک دی جاتی ہے اور نہ صاف پانی۔ نمی اور سردی گرمی سے انہیں محفوظ رکھنے کا چنداں خیال نہیں کیا جاتا۔ دفعتاً موسموں کے تغیّر و تبدل کی صورت میں اُن کی خوراک اور صحت کا بہت کم لحاظ کیا جاتا ہے۔ جگر اور جسم غلیظ رہنے کی وجہ سے یہ کرم آلود ہو جاتے ہیں اگر وسعت اور وقت نہو تو بہتر یہ ہے کہ مویشیوں سے قطعی سروکار نہ رکھا جاوے اپنی کمی مقدرت یا لاپروائی سے انہیں عذاب میں ڈالنے سے کیا حاصل +

مطابقت بغرض نسل کشی

ٹھیک وقت پر گایوں کی سانڈوں سے مطابقت کرنے کا معاملہ نہایت اہم ہے۔ اِس بارہ میں جسقدر توجہ اور احتیاط کیجاوے بجا ہے۔ در اصل یہ ایک ایسا نازک کام ہے کہ اگر اسمیں ذرہ بھی غلطی ہو جاوے تو نقصان کثیر برداشت کرنا پڑتا ہے +

سانڈ سے گائے کے ملانے سے پہلے اس امر کی پوری پوری

تحقیق لازمی ہے کہ آیا گائے بار آور تو نہیں ہے۔ اگر استقرار ہوچکا ہوگا اور اُس حالت میں سانڈ سے مطابقت کرادی جاویگی تو گائے کو سخت صدمہ پہونچیگا۔ اسقاط لابُدی ہے۔ اکثر اصحاب کا یہ خیال ہے کہ استقرار کے بعد گائے دوبارہ مطابقت کے قطعی آثار ظاہر نہیں کرتی اور نہ سانڈ اُس کی جانب رجُوع ہوتا ہے۔ مگر یہ غلطی ہے۔ یہ مشاہدہ میں آیا ہے کہ بُہت سی گائیں باوجوُد چھ۶ چھ۶ سات سات ماہ سے باردر ہونے کے اور گایوں کو دق کیا کرتی ہیں اور سانڈ بھی اُن کے درپے رہتے ہیں۔ اگر کامل احتیاط سے کام لیا جاوے تو باردر گایوں کو دوبارہ مطابقت سے محفوظ رکھ سکتے ہیں اِس میں شُبہ نہیں ہے کہ شُروع شُروع میں یہ آسانی سے تحقیق نہیں ہوسکتا کہ گائے بار آور ہے یا نہیں۔ باردر ہونے اور نہونے کی صحیح خبر رکھنا اشد ضروری ہے۔ وجہ یہ ہے کہ مطابقت کرانے کے عین موقعہ پر اُسے محروم رکھنا اور باردر ہو جانے کے بعد اُسے دوبارہ سانڈ سے رجُوع ہونے دینا سخت غلطی میں داخل ہے۔ اِس غلطی کی تلافی محال ہے +

شُروع میں گو یہ دریافت کرنا آسان نہیں ہے کہ گائے باردر ہے یا نہیں۔ مگر یہ امر ناممکن نہیں ہے۔ باردر گائے کی جائے مخصوص سے کم و بیش رطوبت خارج ہوتی رہتی ہے۔ یہ آثار یقینی سمجھنے چاہئیں دو چار ماہ بعد تجربہ کار اصحاب دہنے کُولے پر اپنی اُنگلیاں دبا کر اور

اِسی طرح کئی جگہ ہاتھ سے ٹٹول کر اندازاً یہ بتا سکتے ہیں کہ کتنے ماہ گائے کو بارور ہوئے۔ ہوگئے ہیں ❀

بیانے سے تین ماہ بعد تک ہرگز کسی حالت میں گائے کی سانڈھ سے مطابقت نہیں کرانی چاہیئے۔ وجہ یہ ہے کہ اتنے عرصہ تک گائے کی کوکھ (بچّہ دانی) ڈھیلی رہتی ہے بدینوجہ مشکل ہے کہ وہ تخم کو برقرار رکھ سکے۔ اِس صُورت میں تخم عمل کو ضائع کرنے سے کچُھ فائدہ متُصور نہیں ہوسکتا۔ بیانے سے تین مہینوں کے اندر اگر گائے کسی وجہ سے مطابقت کے آثار ظاہر کرے تو اُن کی جانب کچُھ بھی توجہ نہیں کرنی چاہیئے۔ اِس عدم توجہی سے کسی قسم کے ہرج کا اندیشہ نہیں ہوسکتا بلکہ جب یہ آثار نظر آویں تو مناسب یہ ہے کہ چند روز تک صُبح سب سے پہلے گائے کو کچُھ ایسا دُودھ پلا دیا جایا کرے جس میں سے مکھّن نکال لیا گیا ہو۔ عام طور پر ایسے دُودھ کو مہوا دُودھ کہتے ہیں۔ دن میں اچھّے وقت تازہ پانی سے نہلا دینا بھی خالی از منفعت ثابت نہیں ہوگا۔ اِس ترکیب سے گائے اپنی اصلی حالت پر آجاویگی اور قبل از وقت رجوعات نہیں ہونگی۔ مگر بیانے سے تین ماہ بعد اگر گائے مطابقت کے آثار ظاہر کرے تو فی الفور متوّجہ ہونا چاہیئے۔ ورنہ قانون قُدرت کی عدم تعمیل موجب مضرّت ہوگی۔ ممکن ہے کہ اندرونی خرابیاں برپا ہو جانے کے باعث آئندہ گائے کبھی بچّہ نہ دے۔ ممکن ہے کہ مطابقت کے بعد اسقاط ہو جایا

کرے۔ قبل از وقت اگر گائے مطابقت کے آثار ظاہر کرے تو سمجھ لینا چاہیئے کہ یا تو مقوی غذا اعتدال سے زیادہ دی جاتی رہی ہے یا روز مرہ کی معمولی غذا ضرورت سے زیادہ کھلائی گئی ہے۔ یا اندر حرارت پیدا کرنے والی چیزیں دی گئیں ہیں +

بعض بچھیاں ڈیڑھ سال کی عمر میں مطابقت کے آثار ظاہر کر دیتی ہیں۔ بعض تین سال تک نہیں کرتیں۔ عین موزوں وقت پہلی مرتبہ آثار مطابقت ظاہر کرنے کا روز پیدایش سے دو سال تین ماہ بعد ہوا کرتا ہے +

بعض گائیں بیانے سے تین ماہ بعد بارور ہو جاتی ہیں اور یہ قریب قریب ہر سال بچہ دیدیتی ہیں۔ بعض چھ یا آٹھ مہینے دودھ دینے کے بعد آثار مطابقت ظاہر کیا کرتی ہیں۔ ہانسی کی بعض گائیں کامل ایک سال تک دودھ دینے کے بعد آثار مطابقت ظاہر کرتی ہیں +

آثار مطابقت یہ ہیں۔ دودھ میں کمی اور گائے کی بے چینی کا بڑھنا بول و براز کا زیادہ خارج ہونا اور آہستہ آہستہ اڑانا (مراد شور کرنا) دم کا بار بار ہلانا اور بھوک بند ہو جانا۔ جائے مخصوص کا سرخ ہوکر کسیقدر سوج جانا اور اس میں کبھی کبھی شفاف رطوبت کا جاری ہونا چراگاہوں میں اچھل کود کر اور گایوں کو دق کرنا۔ رسا تڑانے کی جد و جہد کرنا۔ زمین پر پاؤں پٹکنا۔ دیوار یا کھونٹے سے ٹکریں مارنا علیٰ ہذا۔ بعض گائیں اس سے بھی زیادہ وحشیانہ حرکات کرنے

لگتی ہیں - اکثر گائیں ایسی حلیم اور شرمیلی ہوتی ہیں کہ اُن میں کبھی ایسی ایک بات بھی نہیں پائی جاتی - البتہ آہستہ آہستہ اڑانے لگتی ہیں - ایسی گایوں کا خاص خیال رکھنا چاہیئے تاکہ مطابقت کا عین موزوں وقت نکل نہ جاوے +

یہ آثار بہت زیادہ دیر تک نہیں رہتے صرف چند گھنٹے اور بعض اوقات گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ کے اندر ناپید ہو جاتے ہیں - پس لازمی ہے کہ گاؤ خانہ کے محافظ خبردار رہیں تاکہ موقعہ مطابقت نکل نہ جاوے - بے وقت کام زیادہ سودمند ثابت نہیں ہوسکتا اگر پہلی مرتبہ کی مطابقت سے گائے بارور نہیں ہوگی تو وہی پہلے آثار تین ہفتوں کے اندر پھر نمودار ہو جاوینگے - غرض جب تک استقرار نہیں ہوگا یہی کیفیت رہے گی - کسیقدر فربہ گائیں کئی مرتبہ کی مطابقت کے بعد بارور ہوتی ہیں - اس صورت میں انہیں کسیقدر دُبلے کرنیکی ضرورت ہوا کرتی ہے - جو گائے سال بھر سے زیادہ عرصہ تک مطابقت کے آثار ظاہر نہ کرے اُسے دیر تک چراگاہ میں چھوڑ دینا چاہیئے - تاکہ اور گایوں کے ساتھ رہنے - کھلے طور پر چرنے اور تبدیل ہوا کے باعث مطلب برآری ہوسکے +

قریب قریب ہر ایک گائے موسم بہار میں یعنے اخیر فروری سے اخیر اپریل تک آثار مطابقت ظاہر کیا کرتی ہے - اِن ایام میں اُن تمام قاعدوں کی پابندی کے ساتھ جنکا ذکر آچکا ہے مطابقت کرانی

چاہیئے۔ مگر یہ ہر حالت میں مدِ نظر رکھنا چاہیئے کہ بیانے کے بعد کامل تین ماہ تک مطابقت نہ کرائی جاوے۔ نیز پہلی مرتبہ جبتک کہ گائے کی عمر دو سال تین مہینوں کی نہو جاوے مطابقت کا ہرگز موقعہ نہیں دینا چاہیئے +

جو گائیں کسی وجہ سے بچّہ دینے سے رُک جاتی ہیں اُنہیں موسم بہار میں نگاہ میں رکھیں۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ اسی موسم میں وہ آثار مطابقت ظاہر کرنے لگتی ہیں۔ اِس موقعہ کو خالی نہیں جانے دینا چاہیئے۔ اگر ایک دفعہ استقرار ہوگیا تو آیندہ کے لیئے پوری اُمید ہو جاتی ہے۔ اِن سے زاں بعد ہر سال بچّہ کی توقع رکھنی فضول نہیں ہوگی۔ ایسی گایوں کی قد آور اور اعلےٰ نسل کے سانڈوں سے مطابقت کرانے سے مقصد بر آنے کی زیادہ اُمید کی جاسکتی ہے +

دُودھ دینے سے بند ہو جانے کے بعد ایک سال تک یا بیانے کے بعد دو سال تک اگر گائے بار ور نہو تو اُس سے قریباً مایوسی ہو جاتی ہے۔ بیانے کے بعد گائے کا بچّہ گزر جانے پر بعض بے رحم اور نا عاقبت اندیش گھوسی اور گوالے "پھوکے" سے کام لے کر دُودھ نکالنے کی کوشش کیا کرتے ہیں۔ یہ حرکت خلاف انسانیت جابرانہ اور تکلیف دہ ہونے کے علاوہ گائے کے اندرونی اعضاے کو اِس درجہ نقصان پہونچاتی ہے کہ آیندہ وہ بچّہ دینے کے قابل نہیں رہتی +

یہ تجربہ میں آیا ہے کہ بچھیاں قریب قریب اپنے والد کی صُورت شکل پر ہوتی ہیں اور اُن کی خُو خصلت بھی ویسی ہی ہوتی ہے۔مگر بچھڑے اپنی والدہ کی وضع قطع پر جاتے ہیں اور ان میں اُسی کے زیادہ تر خواص ہوا کرتے ہیں +

مطابقت کرانے کے بعد گائے کو تازہ پانی سے نہلاکر صاف کپڑے سے جسم خُشک کر دیں۔ زاں بعد اُسے آرام کرنے دیں۔ اکثر گائیں کئی گھنٹوں تک بیٹھی رہتی ہیں ہلتی تک نہیں۔اس دن بہتر یہ ہے کہ اسے صرف ہری گھاس یا سُکھائی ہوئی گھاس یا صاف بھوسہ دیا جاوے اور پانی کے سوائے اور کچھ نہ دیا جاوے۔البتہ بہت تھوڑے سے کتیلے گوند کو بھگوکر دینا فائدہ مند ثابت ہوگا+

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حسب منشا گایوں سے بچھڑے یا بچھیاں پیدا کرائی جاسکتی ہیں۔ یہ مشاہدہ میں آیا ہے کہ شہد کی مکھیاں جنکا کام صرف انڈے دینا ہے پہلے مادین انڈے دیتی ہیں اور بعد میں نر انڈے۔یہی کیفیت مُرغیوں کی دیکھی جاتی ہے کہ اُن کے پہلے انڈوں سے مُرغیاں بر آمد ہوتی ہیں اور بعد کے انڈوں سے مُرغ۔شروع میں گھوڑیاں بھی زیادہ تر بچھیریاں دیتی ہیں اور بعد میں بچھیرے۔اگر کسیقدر چڑھتی عمر میں گھوڑیوں کو بھروایا جاوے تو بالعموم بچھیرے پیدا ہوا کرتے ہیں۔اِن امُور کو مدنظر رکھکر جینیوا اکیڈیمی کے ایک پروفیسر صاحب نے گائے بیلوں کی نسل کشی کے

لیئے یہ رائے قائم کی ہے کہ اگر بچھیاں پیدا کرانی منظور ہیں تو جسوقت گایوں میں مطابقت کے لئے حرارت کے آثار پدیدار ہوں اُسی وقت سانڈ سے مطابقت کرادی جاوے۔ دیر نہ کی جاوے بعض معتبر اصحاب نے اپنے ذاتی تجربات کی بناء پر تصدیق کی ہے کہ یہ طریق صحیح ہے +

مطابقت کے بعد اگر گائیں بارور نہوں تو معاً اُس سے یہ نتیجہ نہیں نکال لینا چاہیئے کہ یہ ناقابل نسل کشی ہیں۔ بعض گائیں (بالخصوص قد آور اعلےٰ نسل کی گائیں) کئی مرتبہ کی مطابقت کے بعد بارور ہوتی ہیں استقلال کو ہاتھ سے نہیں دینا چاہیئے البتہ آخری بچّہ دینے کے دو سال بعد تک اگر گائے بار ور نہو تو سمجھ لینا چاہیئے کہ اب اِس سے اُمید نہیں ہے۔ اِس عدم قابلیت نسل کشی کے بواعث یہ ہیں حد سے زیادہ کھلانا۔ ایسی اشیاء کا کھلانا جو اندر گرمی پیدا کریں۔ خلاف قدرت ترکیبوں سے دُودھ حاصل کرنے کے درپے رہنا۔ بچّہ دانی کا ٹھکانہ پر نہ رہنا۔ بچہ دیتے وقت یا کسی اور وجہ سے اُس میں نُقص واقع ہو جانا۔ کہا جاتا ہے کہ ایسی گایوں کے ساتھ چراگاہ میں نہیں بھیجنا چاہیئے ورنہ اوروں میں بھی یہی نقص پیدا ہو جاوینگے +

اگر گائے مطابقت کے وقت تکلیف دہ ثابت ہو۔ اور بارور نہوتی ہو۔ تو بہتر یہ ہے کہ اُسے صرف ہری گھاس۔ سُکھائی۔ ہوئی گھاس

یا عمدہ بھُوسہ دیا جاوے - پانی اسے بالکل صاف اور تازہ پلایا جایا کرے اور زیادہ عرصہ تک اسے چراگاہ میں رکھنا یا احاط کے اندر کھلے پھرنے دینے میں ہرج متصور نہیں ہے - کچھ دن یہ عمل کرنے سے قیاس غالب یہ ہے کہ وہ درستی پر آجاویگی - باوجود اس عمل کے اگر مقصد برآری کی صورت نہو تو پانچ چھ دن تک روز مرہ پانچ گرین سے دس گرین تک سُہاگہ دیا جاویگا - اِس سے بھی اگر فائدہ نہو تو دو دن ہر روز مطابقت کے پہلے اور دو دن بعد تک روز اُسے پانچ گرین ارگوٹ آف رائی یاسی.بی نا دیا جایا کرے - غالبًا یہ علاج کارگر ثابت ہوگا - مطابقت کے بعد گائے کو سانڈ سے بہت دُور رکھنا چاہیئے تاکہ یہ اِس کی آواز تک نہ سُن سکے +

شناخت عمر

گائیوں کی عمر تجربہ کار کئی طرح سے دریافت کرلیا کرتے ہیں آسان قاعدہ دانتوں یا سینگوں کو دیکھکر دریافت کرنیکا ہے - چھ سال کی عمر میں چھ مستقل دانت ہموار سطح کے ہوتے ہیں - یہ پورے دانت کہلاتے ہیں آٹھ سال کی عمر تک گائے نسل کشی کے عین قابل سمجھی جاتی ہے - زاں بعد اترتی ہوئی خیال کی جاتی ہے چھ سال کی عمر کے

Five to ten grain of borax.
Ergot of rye or Savina.

بعد آسانی سے گائے کی عُمر تحقیق نہیں کی جاسکتی۔ اہلِ شناخت دانتوں کے گِھسنے اور گائے کی عام حالت سے بہت کچھ اندازہ لگا لیا کرتے ہیں +

سِینگوں کا حساب یہ ہے کہ اُن پر چوڑیاں ہوا کرتی ہیں۔ تین سال کی عُمر میں ایک چوڑی نمودار ہو جاتی ہے۔ زاں بعد ہر سال ایک چُوڑی کا اضافہ ہو جاتا ہے۔ اِن چُوڑیوں کو شمار کرکے دو اور شامل کردی جاویں۔ مثلاً جب گائے کے سِینگوں پر چھ چوڑیاں ہوں تو دو اور بڑھاکر یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ اِس کی عُمر ۸ سال کی ہے +

دُودھ

یہ بیان کیا جا چُکا ہے کہ گائے کا کم یا زیادہ دُودھ دینا اُس کی نسل۔ خوراک۔ غور و پرداخت اور صحت پر منحصر ہے۔ دُودھ دوہنے کے اوقات بھی دودھ کی مقدار اور صفات پر اثر رکھتے ہیں +

اگر گائے کا صرف صُبح و شام دُودھ نکالا جاویگا تو وہ بہت اچھا ہوگا اور اُس میں سے مکھّن زیادہ نکلے گا۔ اگر دو سے زیادہ مرتبہ دُودھ دوہا جایا کریگا تو وہ قابل تعریف نہیں ہوگا۔ موسم کا بھی دُودھ پر اثر ہوا کرتا ہے زیادہ ٹھنڈ اور سیل دُودھ کے حق میں مُضر ثابت ہوتی ہے +

وہ گائیں جو صرف صبح کے وقت دو ڈھائی گھنٹے باہر ہوا خوری کے لئے بھیجی جاتی ہیں اور زاں بعد باندھکر کھلائی جاتی ہیں۔ اُن گایوں کی نسبت جو صبح سے شام تک میدانوں میں خشک گھاس پر منہ مارتی رہتی ہیں اور پھرتے پھرتے تھک جاتی ہیں بہت زیادہ اور عمدہ دُودھ دیتی ہیں۔ یہ مشاہدہ میں آیا ہے کہ دوسری مرتبہ بیانے کے بعد گائے کا دُودھ نہایت قابل تعریف ہوا کرتا ہے پہلی مرتبہ بچّہ دینے کے بعد باوجود باقاعدہ خاطر و مدارات کے یہ بات نہیں پائی جاتی۔ آٹھ سال کی عمر کے بعد دُودھ کی مقدار میں کمی واقع ہونی شروع ہو جاتی ہے مگر اس کی عمدگی میں لازمی طور پر فرق نہیں آتا۔ یہ اور بات ہے کہ اُس کی پرورش میں کوتاہی کے سبب سے یا اُس کی ضروریات کی جانب عدم توجہی کے باعث تفاوت ہو جاوے۔

ہر ایک گائے کا دُودھ یکساں نہیں ہوتا کچھ فرق ہوا کرتا ہے اور یہ فرق تین باتوں میں پایا جاتا ہے۔ ایک گاڑھے پتلے ہونے میں۔ دُوسرے ذائقہ میں۔ اور تیسرے رنگ میں۔ جس دُودھ کا رنگ زردی مائل ہو اُس کی نسبت سمجھ لینا چاہیئے کہ یہ اعلےٰ درجہ کا ہے اور اِس میں سے مکھّن خُوب نکلیگا۔ جو دُودھ گاڑھا اور بہت سفید ہو اُسے دہی جاوے اور پنیر وغیرہ کے تئیں مطلب کا سمجھنا چاہیئے۔ جو دُودھ پتلا اور کسیقدر نیلاپن لئے ہوئے ہو اُسی

کی نسبت یہ خیال کر لینا چاہیئے کہ پینے میں یہ شیریں اور خوش ذائقہ ہوگا مگر اس میں سے مکھن یا بالائی مشکل سے نکلیگی اور یہ دہی کے کام کا بھی نہیں ہوگا۔ مگر یہ دودھ شیر خوار بچوں اور مریضوں کے عین مفید مطلب ہوتا ہے۔ اچھا دودھ وہ خیال کیا جاتا ہے جسکے ایک سیر میں سے پاؤ بھر پختہ پھٹکی اور چھٹانک بھر مکھن نکلے۔ گائے کے بیانے کے بعد جب تک بچہ بہت چھوٹا رہتا ہے دودھ پتلا رہتا ہے۔ جیسے جیسے بچہ بڑا ہوتا جاتا ہے دودھ بھی گاڑھا ہوتا جاتا ہے۔ جب گائے کے دودھ میں روز بروز کمی واقع ہونی شروع ہوجاتی ہے تو یہ سمجھ لینا صحیح نہیں ہے کہ مکھن کی مقدار بھی اسی رفتار سے کم ہوتی جاتی ہوگی جس سے دودھ ہوتا ہوگا یہ معاملہ برعکس ہوا کرتا ہے۔ دودھ کم ہو جانے کے باعث طاقت میں زیادہ ہو جاتا ہے۔ مکھن طاقت ور دودھ سے ہی زیادہ نکلتا ہے۔ پتلے اور نیلے پانی سے دس سیر دودھ میں سے اس قدر مکھن نہیں نکلتا کہ جسقدر دو سیر اچھے دودھ سے نکل آتا ہے +

بعض گائیں بیانے کے چند روز پہلے تک دودھ دیتی رہتی ہیں ایسا دودھ بچوں کو نہیں پلانا چاہیئے۔ نیز جن دنوں گائیں آثار مطابقت ظاہر کریں اُن دنوں اُن کا دودھ شیر خوار یا چھوٹے چھوٹے بچوں کو پلانا ٹھیک نہیں کہا جا سکتا +

گائے کے بیانے کے تھوڑی دیر بعد جو دودھ نکالا جاتا ہے وہ

قابل استعمال نہیں ہوتا۔ بیانے کے ایک گھنٹہ بعد دُودھ تو ضرور دوہنا چاہیئے۔ مگر اُسے کسی استعمال میں نہ لاویں۔ پہلی مرتبہ دُودھ دوہنے کے بعد فی الفور بچّہ کو تھنوں کے پاس چھوڑ دینا چاہیئے تا کہ وہ اچھّی طرح سے دُودھ پی لے۔ تین دن تک بچّہ کو جتنا دُودھ وہ پی سکے پی لینے دیا جاوے۔ بقیہ دُودھ نکال لیا جایا کرے۔ اُس میں سے صرف مکھّن نکالنا چاہیئے۔ پینے سے احتراز کریں۔ بچّوں کو تو اِس کا ایک قطرہ بھی نہیں دینا چاہیئے۔ تین دن بعد دُودھ میں سے مکھّن نکال سکتے ہیں۔ کھیر وغیرہ بنا سکتے ہیں۔ پینے کے مصرف میں لا سکتے ہیں۔ مگر بائیس دن تک اسے بچّوں کو نہ پلاویں +

لکٹومیٹر۔ اِس آلہ سے دُودھ کے خالص یا غیر خالص ہونے کا امتحان کیا جاتا ہے۔ مگر یہ آلہ تجربہ سے قابل اعتبار ثابت نہیں ہوا ہے۔ بے اصُول گوالے اگر دُودھ میں پانی مِلاکر اُوپر سے کسیقدر شکر ڈال دیں تو یہ آلہ اُس دُودھ کو بالکُل خالص ظاہر کریگا۔ اِسی طرح خالص دُودھ کو جو پتلا اور کسیقدر نیلگوں ہو یہ آلہ پانی مِلا ہوا قرار دیگا۔ بسا اوقات اعلےٰ درجہ کے دُودھ کو بھی یہ آلہ ادنےٰ درجہ کا بتانے میں دریغ نہیں کرتا۔ اکثر گوالے اِس راز سے واقف ہوتے ہیں۔ اور وہ ممتحنوں کو دھوکا دینا کچھ بات نہیں سمجھتے +

بیانے سے چار ماہ بعد تک گائیں پورا دُودھ دیتی رہتی ہیں۔ چار سے چھ ماہ تک دُودھ میں بتدریج کمی واقع ہونی شروع ہوجاتی

ہے۔ ساتویں مہینہ دُودھ بہت کم ہو جاتا ہے۔ بعض گائیں ہر سال یا ہر تیرھویں مہینے۔ بچہ دیدیتی ہیں یہ صرف آٹھ یا نو مہینے دُودھ دیتی ہیں اگر ممکن ہو سکے تو گائے کے بیانے سے تین چار ماہ پہلے تک برابر دُودھ دوہنا چاہیئے۔ اگر قبل از وقت دُودھ دوہنا بند کر دیا جاویگا تو گائے کو یہ عادت پڑ جاویگی کہ دُوسرے سال وہ بیانے کے کئی مہینے پہلے دُودھ دینا بند کر دیگی۔ غرض بیانے سے تین چار مہینے پہلے ضرور دودھ دوہنا بند کر دیا جاوے۔ اِس سے پیشتر نہیں۔ جو لوگ بیانے سے دو مہینے پہلے تک دوہتے رہتے ہیں وہ غلطی کرتے ہیں +

جن دنوں گائے کا دُودھ روز بروز کم ہوتا جاتا ہو۔ مشاہدہ میں آیا ہے کہ اُن دنوں اگر یک بیک اُن کی خوراک میں تبدیلی یا کبھی کردی جاوے۔ جگہ۔ ملازم۔ یا دُودھ دوہنے والے تبدیل کر دیئے جاویں تو دُودھ کی مقدار میں فی الفور نمایاں کمی نظر آنے لگتی ہے بلکہ بہت جلد وہ قطعی خشک ہو جاتا ہے +

اگر گائے کا دُودھ بلا وجہ معقول کم ہونا شروع ہو جاوے تو سمجھ لینا چاہیئے کہ گائے کی صحت میں ضرور فتور واقع ہو گیا ہے۔ ایسی صورت میں سب سے پہلے یہ قیاس میں آتا ہے کہ اُس کے ہاضمہ میں فرق پڑ گیا ہے۔ بدہضمی کا علاج ہونا چاہیئے اور بچہ کو ایک دو دن کی جگہ تھنوں کے پاس چھوڑ دینا مناسب ہے تا کہ وہ منہ مار مار کر دُودھ

کی رکاوٹ کو دُور کر سکے۔ اس کے علاوہ ہرے ہرے ارنڈ خربوزوں[1] (جنھیں پپیتا بھی کہتے ہیں) اور اُن کے ہرے پتّوں کو کسی کونڈی میں خُوب گھوٹ کر کیسقدر عمدہ راب یا شیرہ اور گیہوں کا آٹا ملا دیں اِس قوام کی بڑی بڑی گولیاں بنا کر رکھ چھوڑیں۔ پانچ چھ دِن مُتواتر صُبح و شام ایک ایک کھلا دیا کریں۔ اِس سے دُودھ (جو گائے کی صحت میں کسی قِسم کے فتوُر آجانے کے باعث رُک گیا ہوگا) بدستُور جاری ہو جائے گا +

صُبح و شام دُودھ دوہنے سے ذرہ پہلے گائے کو ضرُور کچھ کھلا دینا چاہیئے۔ ورنہ گائے کی صحت میں خلل آجاویگا۔ نیز دوہنے سے پانچ چار لمحے پہلے بچّہ کو چھوڑ دیں تا کہ وہ تھنوں کو کھول دے۔ ازاں بعد اُسے گائے کے مُنہ کے پاس کھڑا کر دیں تا کہ وہ اُس سے پیار کرے۔ گائے بچّہ کو دیکھ کر اور اُسے چُوم چاٹ کر خوش ہوتی ہے اور اِس طرح دُودھ بآسانی دیتی ہے۔ بعض اوقات بچّہ کو دیکھ کر وہ اِس درجہ جوشِ محبّت میں آجاتی ہے کہ اُس کا دُودھ قدرتاً بڑھ جاتا ہے۔ اِین دیکھتے ہی دیکھتے بڑھ جاتا ہے اور دُودھ کی دھاریں زور زور سے برتن میں پڑنے لگتی ہیں +

جو گائے لاتیں مارتی ہو اُس کے بدرجہ مجبُوری دُودھ دوہتے وقت ڈھیلے ڈھیلے پاؤں باندھ سکتے ہیں۔ مگر یہ عمل ہر ایک گائے کے ساتھ ہرگز نہیں کرنا چاہیئے۔ اچھی اور سیدھی گائیں صرف اِسی

[1] Carica papaya (Papaw)

عمل کی وجہ سے بگڑ جاتی ہیں اور خود بخود لاتیں مارنا سیکھ جاتی ہیں
جہانتک ممکن ہو سکے دُودھ دوہنے والوں میں تبدیلی نہیں کرنی چاہئے
بسا اَوقات اِس بار بار کی تبدیلی کے باعث گائیوں کی عادات میں
فرق آ جاتا ہے۔ وہ ہٹ اور ضد کرنے لگ جاتی ہیں یہانتک
کہ دُودھ دینے میں بخل سے کام لینے لگتی ہیں۔ جب سے یہ
مانوس ہو جاتی ہیں اُس کی علیحدگی یا جُدائی انہیں مُشکل سے
گوارا ہوتی ہے۔ عادات کی تبدیلی گائیوں کو نہایت شاق گزرتی ہے
یہ امن خاموشی اور یکساں برتاؤ کی ہمیشہ خواہاں رہتی ہیں۔ اگر
دوہنے والوں کے ہاتھ مُلائم ہوتے ہیں اور اُن کی اُنگلیاں کھردلی
نہیں ہوتیں اور وہ دُودھ دوہتے وقت ہاتھ کی نرمی کا لحاظ رکھتے ہیں
تو گائیں دُودھ دینے میں بجائے تکلیف کے راحت محسوس کرتی ہیں
غرض پابندیئے اَوقات اور مناسب سلوک سے یہ مطمئن اور آسودہ
حال رہتی ہیں۔ اُن گایوں میں جنھیں ٹھیک وقت پر خُوراک ملتی
ہے۔ وقت مقررہ پر روز مرہ ایک ہی جگہ ایک ہی آدمی اُن کا
دُودھ دوہتا ہے اور اُن میں جنھیں وقت بیوقت کھلایا پلایا جاتا ہے
جسے جب فرصت ملی اُس نے دُودھ دوہ لیا بہت بڑا فرق ہوا کرتا ہے
اگر کسی نئے شخص کو دُودھ دوہنے کے لیئے مقرر کیا جاوے اور
دو چار دن تک گائیں اُس سے مانوس ہونے کے آثار ظاہر نہ کریں
تو یہ سمجھکر کہ یہ شخص اس کام کے ناقابل ہے فی الفور دُوسرا مقرر

کر دینا چاہیئے +

بعض اوقات دُودھ دینے والی گایوں کے تھنوں میں شگاف یعنے بوائیاں آ جاتی ہیں یا وہ سُوج جاتے ہیں۔ اس تکلیف کے باعث وہ اکثر لاتیں مارنے لگتی ہیں تاکہ محافظوں کو اصل کیفیت سے آگاہی ہو جاوے۔ درحقیقت یہ شکایت اُنھیں حد درجہ بے چین رکھتی ہے بعض گائیوں میں یہ عارضہ پیدائشی پایا جاتا ہے مگر عام طور پر یہ مرض اِس طرح سے پیدا ہو جاتا ہے کہ دُودھ دوہنے کے بعد تھنوں کو اچھّی طرح سے خُشک نہیں کیا جاتا۔ اُنہیں ہوا سے خُود بخُود خشک ہونے کے لیئے چھوڑ دیا جاتا ہے۔ تھنوں کی جگہ نازک ہوتی ہے اکثر گیلے رہنے کے سبب سے مٹّی یا ریت اُڑ کر اُن پر جم جاتا ہے۔ یہ بہت جلد خراش پیدا کر کے اُنہیں کھُردلا کر دیتا ہے۔ تری کے دیر میں خُشک ہونے کے باعث یہ تھوڑے ہی عرصہ میں پھٹنے شُروع ہو جاتے ہیں۔ اُنہیں شگافوں کی وجہ سے بسا اوقات یہ سُوج جاتے ہیں۔ غرض اس شکایت سے گائیوں کو محفوظ رکھنے کے لیئے بہتر یہ ہے کہ انکے تھنوں کا خاص خیال رکھا جاوے۔ بچّہ دینے کے دن سے مہینہ ڈیڑھ مہینہ تک برابر روزمرّہ دونوں وقت دُودھ دوہنے کے بعد ایک صاف کپڑے سے تھنوں کو خشک کر کے اُنپر مکھّن مل دینا چاہیئے اتنے عرصہ میں تھن بغیر پھٹنے کے ہاتھ اور اونگلیوں کے عمل کو برداشت کرنے کے قابل ہو جاوینگے +

اگر گائے کا بچہ اپنے دانتوں سے تھنوں کو کاٹنے لگے تو اُسے زیادہ دیر گائے کے پاس نہیں چھوڑنا چاہیئے۔ جب وہ دس پندرہ دفعہ مُنہ مارے اُسے علیحدہ کر دینا واجب ہے +

دودھ دوہنے کا عمل گو ایک معمُولی اور سادہ ہے مگر اسے اِس عمدگی کے ساتھ کرنا کہ گائے کو ذرا بھی تکلیف نہ ہو اور نہ اُسے کسی بات پر غُصّہ آوے ایک راز ہے جسے ہُنر کہہ سکتے ہیں یہ ہُنر بغیر شوق مشق احتیاط اور تجربہ حاصل ہونا محال ہے +

دُودھ دوہنے کے دو طریق[1] ہیں ایک یہ کہ ہاتھ کے انگُوٹھے اور اُس کے پاس کی اُنگلی کو تھنوں کے سرے پر رکھکر اور دباکر نیچے کو لانا تاکہ دُودھ نکل آوے۔ دوسرا[2] سارے ہاتھ کو نصف دائرہ کی شکل بناکر تھنوں کے سرے پر رکھنا۔ زاں بعد اُسے تھنوں کے ساتھ دباکر اُوپر نیچے کی جانب لانا۔ اِن دونوں طریقوں میں اُنگلیوں یا ہاتھ کو تھنوں کے اخیر میں لاکر ڈھیلا چھوڑ دیا جاتا ہے تاکہ یہ پھر بھر جاویں۔ پھر اُسی طرح اُوپر سے اُونگلیوں یا ہاتھوں کو نیچے لاتے ہیں۔ غرض بسرعت تمام اس عمل کے دوہرانے سے ایّن میں سے سارا دُودھ نکل آتا ہے +

بڑی گائیوں کو جن کے تھن بڑے بڑے ہوں سارے ہاتھ سے دوہنا چاہیئے مگر چھوٹی گائیوں کو جن کے ذرہ ذرہ سے تھن ہوں اُنگلیوں کے ذریعہ بآسانی دُوہ سکتے ہیں۔ مگر اس بارہ میں ہر ایک کے لیئے قاعدہ کلّیہ مقرر نہیں کیا جا سکتا۔ بعض دوہنے والے ایک ہی گائے پر دونوں

[1] Nicelling کے [2] Stripping کے

عمل کرتے ہیں۔ شروع میں اونگلیوں یا ہاتھ سے دوہتے ہیں۔ ذرہ دیر
بعد اپنا عمل تبدیل کر دیتے ہیں۔ اخیر میں صرف انگلیوں سے ہی
کھینچتے ہیں۔ غرض یہ کہ دُودھ جس قدر جلد ممکن ہوسکے دوہ لینا
چاہیئے۔ غیر ضروری اور زیادہ دیر ہو جانے سے گائیں چیں بہ جبیں
ہونے لگتی ہیں۔ مشّاق دوہنے والے بہت ہی جلد دُودھ دوہ لیتے ہیں
اناڑی بہت دیر لگاتے ہیں +

دُودھ کے برتن خواہ تانبے پیتل کے ہوں یا مٹّی کے۔ مگر یہ
اشد ضروری ہے کہ وہ نہایت صاف ہوں +

جب گائے کا بچّہ مر جاوے تو یوں سمجھنا چاہیئے کہ یہ ایک بڑی
بھاری وقّت پیش آگئی ہے۔ جہانتک ممکن ہوسکے قریب قریب اسی
عمر۔ قد۔ وضع اور رنگ کے بچّہ کی تجویز کرنی چاہیئے۔ مگر اس امر کا
امتحان کہ وہ بالکل تندرست ہے لازمی ہے۔ اگر ایسا ہو تو اُسے خوب
صاف کر کے اور اُسی گائے کا آدھ سیر تازہ دودھ نکال کر بچّہ کے مُنہ
سر پیٹھ اور ناف پر مل دیا جاوے + اِس طرح بنا اور سنوار کر بچّہ کو
گائے کے سامنے کھڑا کر دینا چاہیئے۔ اغلب ہے کہ گائے اسے سُونگھ
کر چاٹنے لگے اور اُسے اپنے دُودھ پینے کی اجازت دیدے۔ اس کے
علاوہ ایک اور طریق سے بھی کام لیا جاتا ہے۔ مگر وہ نہایت ممنوع اور
مکروہ ہے +

جہانتک ہوسکے تھنوں میں ایک قطرہ بھی دُودھ کا چھوڑنا نہیں

چاہیئے۔ دوہنے کے بعد بچّہ کو تھوڑی دیر کے لیئے بقیہ دُودھ پینے
کی اجازت دیدی جاوے۔ اگر دُودھ کی کچھ مقدار تھنوں میں رہجاتی
ہے تو وہ خود بخود جذب ہو جاتی ہے۔ اس طرح کچھ عرصہ بعد دُودھ
میں کمی واقع ہو جانے کا احتمال رہتا ہے۔ بیانے کے بعد تین
ہفتوں تک بچّہ کو خوب دُودھ پلانا چاہیئے اِس عمل کا نتیجہ یہ ہوگا
کہ دُودھ کی مقدار بڑھ جاویگی +

کامِل احتیاط رکھنی چاہیئے کہ دُودھ دوہنے سے پہلے یا دوہنے
کے ضمن میں کوئی ایسی حرکت نہ کی جاوے کہ جس سے گائے بھڑک
اُٹھے یا درہم برہم ہو جاوے۔ ذرہ سی بھی بے احتیاطی یا بدسلوکی
اُسے شاق گزرے گی اور وہ اپنی خفگی کا اظہار کئی طرح کرنے لگیگی۔ غرض
دُودھ دوہنا مُشکل ہو جاویگا۔ اگر جھٹک پٹک کر کچھ نکالا گیا تو وہ
بہت کم ہوگا اور اچھا نہیں ہوگا۔ دوہنے کے وقت گائے کو گھُڑکتے
یا پھٹکارتے جانا۔ یا گالیاں دینا یا اُسے کسی طرح کی جسمانی اذیت پہنچانا
سخت معیُوب ہے۔ ملازم اکثر ان امور کا چنداں خیال نہیں رکھتے۔
اُنہیں شُروع میں تنبیہ کرکے حسُن سلوک کا عادی کردینا مُقدّم کام ہے +

بعض کوتہ اندیش اشخاص کئی طرح کی چیزیں کھلا پلاکر گائیوں سے
اصل مقدار سے زیادہ دُودھ حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ مثلاً گرم پانی میں گیہوں
کا چوکر آٹا اور شکر وغیرہ ملا دیتے ہیں تاکہ گائیں اُسے لذیذ سمجھ کر
پی جاویں اور زیادہ دُودھ دیں۔ بعض گائیوں کو اعتدال سے زیادہ

نمک کھلاتے ہیں تاکہ اُنھیں زیادہ پیاس لگے اور یہ خوب پانی پی جاویں
بعض بیرحم اور سنگدل اسی مطلب کے لئے "پھوکا" وغیرہ استعمال
کرتے ہیں۔ یہ حرکات انتہا درجہ قابلِ نفریں و نفرت ہیں۔ گائیوں کے
حق میں یہ نہایت مُضر ثابت ہوتی ہیں اور یہ دُودھ کو بھی خراب کر
دیتی ہیں۔ اِن طریقوں کے اختیار کرنے سے دُودھ پانی کی مانند پتلا
بد ذائقہ اور مُضر صحت ہو جاتا ہے۔ اسکے پینے سے کئی قِسم کے
عارضے لاحق ہو جاتے ہیں۔ یہ صحیح ہے کہ ایسی لاگیں دینے سے
دُودھ کی مقدار تھوڑے دنوں تک زیادہ معلوم ہوتی ہے۔ مگر بعد
میں ساری کسر نکل جاتی ہے۔ بہت جلد گائیں خشک ہونی شروع
ہو جاتی ہیں اور دیکھتے دیکھتے ہی دُودھ ختم ہو جاتا ہے۔ لالچ بڑی
بَلا ہے اور اس کا انجام اچھا نہیں ہوتا۔ یہ لاگیں گائیوں کے معدے
اور ہاضمہ میں فتور برپا کر دیتی ہیں۔ اِن سے فی الفور اندرونی شکایات
پیدا ہو جاتی ہیں۔ کئی اعضائے معطّل ہو جاتے ہیں بالآخر نتیجہ یہ ہوتا
ہے کہ یہ بچّے دینے سے قطعی معذور ہو جاتی ہیں +

دُودھ کے خالص یا غیر خالص ہونے کے امتحان کے لیئے لکٹو[1]
میٹر اور گلاس بلب[2] وغیرہ آلے ایجاد کیئے گئے مگر یہ کارآمد
اور قابل اعتبار ثابت نہیں ہوئے بلکہ اُنھوں نے بے اصول اور
چالاک آدمیوں کو دھوکہ دہی کی اور کئی نئی ترکیبیں سکھا دیں جنکا
ذکر آچکا ہے۔ خالص گر پتلے اور کسیقدر نیلگوں دُودھ میں جب

Glass bulb - ٢ Lactometer ١

یہ آلے لگائے جاتے ہیں تو وہ یہ ظاہر کرتے ہیں کہ اِس میں آدھا
دودھ اور آدھا پانی ہے حالانکہ در اصل یہ دودھ خالص اور پینے
کے قابل ہوتا ہے۔ بوڑھی گائے کے دودھ کو یہ آلے جوان گائے
کے دودھ سے بھی زیادہ خالص اور عمدہ ثابت کرتے ہیں۔ علےٰ ہذا۔
یہ واضح رہے کہ مختلف قسم کی غذائیں بھی دودھ کے نوعی وزن[۱]
پر اپنا اثر دکھایا کرتی ہیں جس دودھ میں پانی مِلا ہوتا ہے اُس
کی رنگت ہمیشہ کسیقدر نیلگوں ہوتی ہے۔ کسی صاف شیشہ یا بلوّر
کے گلاس میں تھوڑا سا دودھ ڈال کر اس امر کا امتحان کر سکتے
ہیں۔ صحیح امتحان دودھ کے خالص یا غیر خالص ہونے کا چکھنے
سے بہتر نہیں ہو سکتا۔ غیر خالص دودھ جسمیں پانی ملا ہوتا ہے اُس کا
ذائقہ کچھ اور ہی ہوتا ہے۔ یہ کسیقدر زبان کو پکڑتا ہے اور اِسکا مزہ
پھیکا ہوتا ہے۔ خالص دودھ جس میں پانی ملا نہیں ہوتا میٹھا۔ چکنا
اور نرم ہوتا ہے۔ زبان پر بھاری معلوم نہیں ہوتا۔ غرض دودھ کا
امتحان بآسانی کیا جاسکتا ہے۔ مگر اِس میں شبہ نہیں کہ شروع میں
کسیقدر مشق کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ بھی خیال میں رکھنا چاہیئے کہ
جس دودھ میں پانی ہوتا ہے وہ خالص دودھ کی بنسبت جلد ترش
ہو جاتا ہے۔ پس اگر دودھ قبل از وقت ترش ہو جاوے تو سمجھ لینا
چاہیئے کہ اِس میں پانی کی آمیزش ہے ٭

بادلوں کی گرج۔ بجلی کی چمک۔ ابر کا آنا۔ موسم کی یک بیک تبدیلی

[۱] specific gravity.

(یعنی گرم سے سرد اور سرد سے پھر معتدل ہو جانا) یا جہاں دُودھ رکھا ہو اُس جگہ کی ہوا میں جلد جلد تغیر و تبدل واقع ہونا دُودھ کی حالت پر رایہ اثر پذیر ہوتا ہے۔ جہاں تک ممکن ہو سکے۔ جس جگہ دُودھ رکھا جاوے وہاں کی ہوا صاف اور معتدل ہو +

دُودھ میں بُو بہت جلد سرائیت کر جاتی ہے۔ اگر آس پاس کی جگہ غلیظ اور متعفن ہوگی، تو دُودھ میں ضرور بدبُو پیدا ہو جاویگی۔ یہ تجربہ میں آیا ہے کہ بدبُو کے باعث اکثر دُودھ تُرش ہو کر پھٹ جاتا ہے +

چاندی۔ ملمع یا گلٹ کے برتنوں میں دُودھ رکھنے یا ایسے چمچوں یا چمچیوں کے دُودھ میں دیر تک ڈالے رہنے سے دُودھ بگڑ جاتا ہے +

لوہے کے برتنوں میں دُودھ بگڑتا تو نہیں مگر سُرخ پڑ جاتا ہے اور بالائی کی رنگت سیاہی مایل ہو جاتی ہے +

تانبے کے برتنوں میں بھی (اگر ان میں قلعی نہوئی ہو) دُودھ خراب ہو جاتا ہے۔ پیتل کے برتنوں میں اس کی رنگت ہری پڑ جاتی ہے اور اس کے پینے سے متلی آنے لگتی ہے۔ بہت دیر تک ٹین کے برتنوں میں رکھنے سے بھی اُس کی رنگت نیلی سی پڑ جاتی ہے +

نئے اور کورے مٹی کے برتنوں میں دودھ رکھنے سے مٹی کی

تمام میں بُو آجاتی ہے پھر جو شے اِس سے بنائی جاوے سب میں یہی بُو آتی رہتی ہے - ذائقہ میں بھی فرق آجاتا ہے - مٹّی کے برتن اچھّی طرح سے صاف نہیں ہوسکتے جب تک کہ انہیں سپیّوں سے کھرچا اور رسیّوں کے جُونے سے مانجا نہ جاوے - اسپر بھی یہ جیسے کہ چاہئیں صاف نہیں ہوتے - تھوڑے ہی دنوں میں اِن کا بدنما اور بدصورت ہو جانا معمولی بات ہے - روز مرّہ کھرچنے اور مانجنے سے مٹّی کے برتن خواہ وہ کیسے ہی پُختہ ہوں کھُرنے لگتے ہیں - پس ظاہر ہے کہ مٹی کا باریک سفوف دُودھ میں شامل ہوتا رہے گا - چینی کے برتن دُودھ کے رکھنے کے قطعی مصرف کے نہیں ہوتے وجہ یہ ہے کہ یہ دیر تک دُودھ کی حرارت کو قایم رکھتے ہیں - اِس سے یہ جلد بگڑ جاتا ہے - دُودھ کے لیئے موزوں برتن جست[1] تانبے[2] (جن پر خُوب اچھّی طرح سے قلعئی ہوئی ہو) کانسی[3] اور لکڑی کے ہوتے ہیں +

وے نیلا[4] کے عرق کا اگر ایک قطرہ کئی سیر دُودھ میں ڈال دیا جاوے تو نتیجہ حیرت انگیز ظہور میں آتا ہے - یہ دودھ کو بگڑنے بد ذائقہ ہونے یا پھٹنے نہیں دیتا - اُسے دیر تک صاف شیریں اور خوش ذائقہ رکھتا ہے +

وے نیلا کی پھلیاں ہوتی ہیں - اُن کے بیجوں سے ممالک یورپ میں عرق کھینچا جاتا ہے - یہ زیادہ تر مٹھائیوں میں

Wood [1] Bell metal [2] Tinned copper [3] Zinc [4] Essence of Vanilla

خوشبو کی غرض سے ڈالا جاتا ہے۔اس کی شیشیاں انگریزی اشیاء
کے سوداگروں کی دوکانوں سے بآسانی مل سکتی ہیں +

اگر بدرجۂ مجبوری دودھ بازار یا دیہات کے باشندوں سے خریدکر
پینا پڑے تو لازمی ہے کہ اُسے خوب جوش دیا جاوے دو تین
اُبال آجانے کے بعد اُسے پینا چاہیئے۔ ناقابل اعتبار دوکانوں کا
غلیظ مقامات اور بے اصُول گوالوں کے ہاں کا کچّا دودھ پینے
سے بیمار ہو جانے کا اندیشہ رہتا ہے +

مکھّن کئی طرح سے بنایا جاتا ہے۔ہندوستان میں عام رواج یہ
ہے کہ دودھ گرم کرکے جما دیا جاتا ہے۔زاں بعد اُسے بلوکر مکھّن
نکال لیتے ہیں۔ یہ طریق ہندوستان کے لئے عین موزوں ہے۔
وجہ یہ ہے کہ ایک تو اس طرح مکھّن زیادہ نکلتا ہے۔دوسرے دہی
چھاچھ اور پھوک وغیرہ استعمال میں آجاتا ہے۔اہل ہند کے
مطبخوں میں دہی اور چھاچھ کثرت سے صرف ہوتی ہے۔ان سے
کئی کھانے کی چیزیں طیّار کی جاتی ہیں +

یوروپین اصحاب اس طریق سے کام نہیں لیتے سبب یہ ہے
کہ یہ اُن کے حسب حال نہیں ہے۔ وہ یا تو کچّے۔ یا ادھ کچّے
اُبلے ہوئے یا خوب اُبالے ہوئے دودھ کو بلوکر مکھّن نکال لیتے
ہیں۔ اس ترکیب سے مکھّن نکال لینے کے بعد دودھ قابل استعمال
رہتا ہے۔ کچھ چاء قہوہ میں ڈال لیا جاتا ہے۔کچھ پی لیا جاتا ہے

اور کچھ تقسیم کر دیا جاتا ہے۔ کچے دُودھ کی نسبت گرم کئے ہوئے دُودھ میں سے مکھن اور بالائی زیادہ نکلتی ہے +

ہے۔ مگر نقص یہ ہے کہ گرم کیا ہوا دُودھ مکھن یا بالائی نکال لینے کے بعد قابل استعمال نہیں رہتا۔ کچا دُودھ جسمیں سے مکھن یا بالائی نکال لیگئی ہو برابر رہتا ہے۔ بالائی (ملائی) سے بھی مکھن طیار کیا جاتا ہے اور اس طریق سے بھی زیادہ تر یوروپین اصحاب ہی کام لیتے ہیں۔ بالائی جُدا کرنے کی چھوٹی بڑی کلیں عام ہو گئیں ہیں۔ اِن میں کچا یا اُبالا ہوا دُودھ ڈال دیا جاتا ہے کل کے پہیّہ کو پھرانے سے ذرہ دیر میں بالائی جُدا ہوکر ایک نلکی کے ذریعہ ایک طرف برتن میں گرنے لگتی ہے۔ دُودھ دوسری نلکی سے دوسری جانب کے برتن میں گرنے لگتا ہے۔ ٹھنڈی ہوا لگنے یاسرد جگہ رکھنے سے یہ بالائی اور زیادہ گاڑھی ہوکر جم جاتی ہے۔ اسی بالائی کو ہاتھ کی رئی یا کل میں بلونے سے فی الفور مکھن بن جاتا ہے۔ گویا یہی بالائی مکھن کی صورت میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ اِس دُودھ سے دہی جم سکتا ہے۔ اسمیں بہت کچھ غذائیت ہوتی ہے اس لیئے گرم کرکے پینے میں بھی ہرج متصوّر نہیں ہے +

جو اصحاب دُودھ کو جوش دیکر مکھن نکالنا پسند کرتے ہیں وہ اُبلتے ہوئے دُودھ میں کسیقدر کیسر (زعفران) ڈال سکتے ہیں۔ اس طرح مکھن کی رنگت بہت خوشنما ہو جاتی ہے +

اگر دہی جماکر مکھّن نکالنا ہو تو دیسی رئی سے بڑھکر عمدہ اور سستی کوئی کل نہیں ہوسکتی - ہاں بالائی سے مکھّن نکالنے کے لیئے ولائتی رئی کام میں لانی چاہیئے - جس طرح دہی میں پانی ملاکر بلونے سے مکھّن نکل آتا ہے اُسی طرح بالائی میں (ولایتی رئی کے ذریعہ بلونے سے پہلے) کسیقدر سرد پانی ملانا پڑتا ہے +

جن دنوں بہت جاڑا پڑتا ہے اُن دنوں صبح کے وقت دُودھ بلوتے وقت کسیقدر گرم پانی دہی میں ڈالنا پڑتا ہے ورنہ مکھن کم نکلتا ہے - ایسے ہی جن دنوں گرمی زیادہ پڑتی ہے تو بہت سرد پانی کے چھینٹے کئی مرتبے دینے پڑتے ہیں - جس برتن میں دہی بلویا جاوے اُسے نہ ہلنے دینے کی غرض سے پاؤں کے تلوؤں سے نہ روکا جاوے - تلوؤں کی گرمی سے اکثر (بالخصوص گرمیوں میں) گولی بندھنے سے پہلے برتن میں ہی مکھّن گھل جاتا ہے - شدّت کی گرمیوں میں بعض اوقات بلوتے وقت برتن کو ٹھنڈے پانی کے اندر رکھنے اور برف کا پانی یا برف کے ٹکڑے بلونے کے برتن میں ڈالنے کی ضرورت لاحق ہوتی ہے تاکہ مکھّن آسانی سے بندھ جاوے - جب برف نہیں ملتی تو رات کا صُراحی یا گھڑے کا سرد پانی ڈالتے ہیں - مکھن نکالنے کے بعد اُسے سرد پانی سے دھوکر اور سب طرح کی آلائشوں سے پاک کرکے کسی نہایت صاف برتن میں پانی بھر کر ڈال دینا چاہیئے اگر مکھّن کو زیادہ دنوں تک رکھنا مدِّنظر ہوتا ہے تو خوب صاف کرنے

کے بعد اُس میں کسیقدر نمک مِلا دیا جاتا ہے۔ ایسے مکھّن کو روز مرّہ صُبح کے وقت سرد پانی سے دھونے اور اُس میں نمک ملانے کی ضُرورت ہوتی ہے۔ مگر ہاتھ سے یہ کام نہیں کیا جاتا۔ بلکہ صرف دیار کی لکڑی یا بانس کے چمچے اور لوہے کی چوڑی چھُری سے +

مکھّن بنانے کی ایک اور ترکیب بھی ہے جسے بالعمُوم یوروپین اصحاب کیا کرتے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ دُودھ کو چوڑی گہری اور پھیلی ہوئی طشتریوں میں بھر بھر کر کمرہ میں الماریوں پر برابر برابر رکھ دیتے ہیں جاڑوں میں چھتیس۳۶ گھنٹے اور گرمیوں میں چوبیس۲۴ گھنٹے اسے رکھا رہنے دیتے ہیں۔ اس اثناء میں بالائی اُوپر آ جاتی ہے اور دُودھ نیچے بیٹھ جاتا ہے۔ مگر یہ دُودھ کسی مصرف کا نہیں رہتا۔ بعض یہ کرتے ہیں کہ دُودھ کو طشتریوں میں صرف بارہ۱۲ گھنٹے رہنے دیتے ہیں۔ اس عرصہ میں جسقدر بالائی اُوپر آ جاتی ہے اُسے اُتار لیتے ہیں باقی دُودھ خانگی مصرف میں آ جاتا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ اِس میں غذائیت باقی رہتی ہے۔ بالائی کو روز مرّہ اُتار اُتار کر ایک چینی کے بڑے پیالے یا برتن میں جمع کرتے جاتے ہیں۔ تیسرے چوتھے اسے بلوکر مکھّن بنا لیتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ تازہ دُودھ کی تازہ بالائی کا (جو کلول وغیرہ کے ذریعہ علیحدہ کی جاتی ہے) مکھّن ایسا شیریں خوش ذائقہ اور دیرپا نہیں ہوتا جیسا کہ اس ترش بالائی کا جو دُودھ کو الماریوں میں رکھنے سے حاصل ہوتی ہے۔ تازہ بالائی کا مکھّن

Atmasphereic churn

جلد تُرش ہو جاتا ہے۔ کچّے دُودھ کو اگر طشتریوں میں بھر کر الماریوں
میں رکھا جاویگا تو بالائی کم نکلے گی اور اگر اسے باآہستگی اُبال کر اور
طشتریوں میں بھر کر الماریوں میں کمرہ کے اندر رکھا جاویگا تو بالائی
زیادہ نکلے گی۔ الماریاں بند نہوں۔ صرف اُوپر نیچے تختے ہوں اور
چاروں طرف سے بالکُل کھُلی رہیں۔ یہ الماریاں بہت ارزاں قیمت
پر مِل سکتی ہیں۔ دائیں بائیں دو کھڑے تختے ہوتے ہیں۔ اِن
تختوں میں تین چار تختے ڈیڑھ ڈیڑھ دُو دُو فٹ کے فاصلہ پر
اُوپر سے نیچے تک پھنسا دیئے جاتے ہیں۔ اِن تختوں پر طشتریاں
رکھ سکتے ہیں۔ بعض مکھن کو زیادہ شیریں بنانے کے لیئے بالائی
کو اڑتالیس گھنٹے رکھ کر مکھّن بلوتے ہیں خیال یہ ہے کہ اِس طرح
بالائی میں کیمیائی تغیّرات پیدا ہوکر تُرشی کا جزو علیحدہ ہو جاتا ہے۔
مُلک امریکہ میں بھی زیادہ تر دُودھ کو الماریوں میں رکھ کر بالائی
حاصل کی جاتی ہے اور اِس بالائی سے مکھّن طیار کیا جاتا ہے۔
دُودھ کی طشتریاں الماریوں میں ایسے کمروں کے اندر رکھی جاتی ہیں
کہ جن کی حرارت ساٹھ انتہا باسٹھ درجہ سے زیادہ نہیں ہوتی۔
اِن طشتریوں کو چھتیس گھنٹے رکھنے کے بعد بالائی اُتاری جاتی ہے
بالائی اُتارنے کے بعد اُسے ایسے ہی کمروں میں جن کی ساٹھ سے باسٹھ
درجہ تک حرارت[۱] ہو(زیادہ نہو) ۲۴ گھنٹوں تک رکھتے ہیں۔ بعد ازاں
بلو کر اُس کا مکھّن بنا لیا جاتا ہے۔ اگر بالائی زیادہ تُرش یا زیادہ گرم

[۱] Temperature

ہوتی ہے تو بلوتے وقت اُس میں جھاگ اُٹھنے لگتے ہیں - اِس صورت میں فی الفور سرد پانی کے چھینٹے دیئے جاتے ہیں۔جاڑوں میں جن دنوں زیادہ ٹھنڈ ہوتی ہے بلوتے وقت جب دیکھتے ہیں کہ مکھن نہیں نکلتا تو خوب گرم پانی کے چھینٹے دیتے ہیں۔مکھن بہت جلد طیار ہو جاتا ہے +

مخفی نرہے کہ وہ تازہ بالائی جو کچے یا اُبلے ہوئے دُودھ سے کلوں کے ذریعہ نکالی جاتی ہے یا دُودھ کو الماریوں میں رکھ کر اُتاری جاتی ہے صورت اور ذائقہ میں اُس بالائی کی مانند نہیں ہوتی جوکہ دُودھ کو کڑاہیوں میں ڈال کر اور بھٹیوں پر رکھ کر دھیمی آنچ میں اُترتی ہے یا مٹی کے برتنوں میں دُودھ کو مدھم آنچ میں اَوٹانے سے برآمد ہوتی ہے۔ یہ کلوں اور الماریوں کی بالائی بعینہ ایسی ہوتی ہے کہ جیسا گاڑھا دُودھ۔ یا جیسے دہی میں کیسقدر پانی ڈال کر گاڑھا گاڑھا چھان لیا جاوے۔اس پتلی اور تازہ بالائی کو یوروپین اصحاب سٹرابری وغیرہ کے ساتھ کھاتے ہیں +

جاڑوں میں تھوڑی دیر کے بعد یہی گاڑھی ہوکر دہی کی طرح جم جاتی ہے۔گرمیوں میں برف وغیرہ میں اسے جما لیا جاتا ہے قیاس غالب یہ ہے کہ اہلِ ہند اسے قطعی ناپسند کریں۔اِس قسم کی تازہ بالائی کا ذائقہ بھی ایسا ہوتا ہے کہ جبتک عادی نہو جاویں خوش نہیں معلوم ہوتا۔تُرش بالائی تو محض مکھن بنانے کے مصرف

Strawberry ۱؎

کی ہوتی ہے۔ ہماری ربڑی ولائیتی کلوں کی تازہ بالائی سے ہزار
درجہ عُمدہ اور لذیذ ہوتی ہے۔ یہ دُودھ کو نرم آنچ پر گاڑھا کرنے
سے بنتی ہے۔ کھویا (ماوا) ربڑی سے بہت زیادہ گاڑھا کیا جاتا ہے
یہ منجمد ہوکر دیر تک رکھا رہتا ہے اور بگڑتا نہیں۔ کئی قسم کی مٹھائیاں
اِسی سے بنائی جاتی ہیں ٭

گھی مکھّن گرم کرنے سے بن جاتا ہے۔ عُمدہ گھی بنانے میں
صرف آنچ کا سارا کھیل ہوتا ہے۔ اگر آنچ ذرہ اندازہ سے زیادہ
لگ جاوے تو گھی کا رکن جل جاتا ہے۔ اُس کی رنگت سُرخی مائل
ہو جاتی ہے۔ ذائقہ تلخ ہو جاتا ہے اور بہت مشکل سے کھایا جاتا
ہے۔ پہلے جھاگ اُٹھتے ہیں۔ رفتہ رفتہ یہ بیٹھ جاتے ہیں۔ پھر گھی
میں سنسناہٹ پیدا ہو جاتی ہے۔ اُس وقت نہایت آہستہ آہستہ
اسے چمچہ سے چلانا چاہیئے تاکہ اُوپر کے رہے سہے جھاگ بھی نیچے
بیٹھ جاویں۔ برتن کے پینْدے میں جو کچھ بیٹھ جاوے اُسے
ہلانا نہیں چاہیئے۔ صاف شفّاف گھی کو دُوسرے برتن میں تاہستگی
تمام اُلٹ سکتے ہیں۔ اگر گھی کی نسبت یہ احتمال ہو کہ یہ دیر تک
رکھا رہا ہے۔ ممکن ہے کہ خراب ہو گیا ہو۔ یا اگر بازار یا کسی اور جگہ
سے خریدا جاوے اور اُس کے عُمدہ ہونے میں شک ہو تو بہتر یہ
ہے کہ اُسے مدھم آنچ پر رکھکر گرم کیا جاوے۔ آنچ پر رکھنے سے پہلے
اس میں ایک کٹورہ دُودھ۔ تھوڑا سا نمک چند لونگیں اور پانچ سات

Clarified butter or French butter & Co-densed milk ¹

ترش لیموں کے پتّے ڈال دینے چاہئیں - اِس ترکیب سے
یہ ایسا شیریں اور خوش ذائقہ ہو جاویگا کہ جیسا تازہ ہونا ہے +
دہی - زیادہ تر ہمارے بازاروں میں ایسے دودھ کا جمایا ہوا فروخت
ہوتا ہے کہ جس میں سے بالائی یا مکھن نکال لیا جاتا ہے - یہ قابل
تعریف نہیں ہوتا - عمدہ دہی اس طرح سے طیار کیا جاتا ہے کہ دودھ
کو کڑاہی میں ڈال کر دھیمی آنچ سے اُبالا جاتا ہے - جب چوتھائی
جل جاتا ہے یعنے سیر بھر میں سے تین پاؤ رہ جاتا ہے تو اُسے
اُتار کر مٹی کے صاف چوڑے چوڑے کونڈوں میں بھر دیتے ہیں
اور اُوپر سے تھوڑا سا ترش دہی بطور جامن ڈال دیتے ہیں - ان
کونڈوں کو ڈھک کر ایک طرف ٹھنڈی جگہ رکھ دیا جاتا ہے - بارہ (۱۲)
گھنٹہ کے اندر دہی جم کر قابل استعمال ہو جاتا ہے +

پھٹکی - اسے انگریزی میں کرڈ کہتے ہیں - یوروپین اصحاب اِس
کے زیادہ شایق ہوتے ہیں - اُن کے کھانے کی کئی چیزیں اِس سے
طیار کی جاتی ہیں - شمالی ہند میں اس کا بہت ہی کم رواج ہے -
وجہ یہ ہے کہ بغیر دودھ پھاڑے یہ بن نہیں سکتی - عام حلوائی
دودھ کے پھاڑنے سے احتراز کرتے ہیں البتہ اہل بنگال کی کئی لذیذ
مٹھائیاں پھٹکی سے ہی بنتی ہیں +

پھٹکی تازہ اور خالص دودھ کی بہت اچھی بنتی ہے - گو ایسے
دودھ کی بھی بنائی جاتی ہے کہ جس میں سے بالائی اور مکھن نکال

Curd or Tyer ٹہ

لیا گیا ہو مگر یہ خوش ذائقہ نہیں ہوتی۔ دودھ کو آگ پر گرم کرنے
کو رکھ دیا جاتا ہے۔ جب یہ خوب اُبل جاتا ہے تو اس میں ایک چمچہ
مکھن ملا کر دیر تک چلاتے رہتے ہیں۔ اکثر مکھن کی جگہ ایک کٹورہ
چھاچھ یا کسیقدر ترش دہی یا کسی قدر عرق لیموں بھی ڈال دیا جاتا
ہے۔ بہت جلد دودھ پھٹ کر پھٹکی علیحدہ ہو جاتی ہے۔ اور ترش
پانی علیحدہ۔ ایسا دودھ جس میں سے مکھن یا بالائی نکال لیگئی ہو
بعض اوقات اُبلنے میں خود بخود پھٹ جاتا ہے۔ کسی شئے کے
ڈالنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ مگر تازہ اور خالص دودھ میں جب
تک کچھ ڈالا نہ جاوے پھٹ نہیں سکتا۔ اگر تازہ اور نرم پھٹکی کا
استعمال میں لانا مدِنظر ہے تو اُسے گرم ہی گرم کسی صاف باریک کپڑے
میں ڈال کر چھان لیا جاوے تاکہ ترش پانی خارج ہو جاوے۔
اگر کسیقدر سخت اور دانہ دار پھٹکی بنانی منظور ہے تو آنچ سے اُتار کر
اُسے خوب ٹھنڈا ہونے دیں۔ زاں بعد اُسے ایک صاف اور باریک
کپڑے میں کسکر باندھ دیں اور کسی کھونٹی سے لٹکا دیں۔ تھوڑی دیر
میں سب کھٹا پانی ٹپک جاویگا +

گرما۔ گرما عام طور پر اُس دہی کو کہتے ہیں کہ جسکا ترش پانی
ٹپکا دیا گیا ہو۔ دہی کو ایک باریک کپڑے میں باندھکر کسی کھونٹی سے سایہ
میں لٹکا دیتے ہیں۔ آہستہ آہستہ سارا پانی ٹپک جاتا ہے مگر اصل
گرما تازہ خالص اور بغیر اُبالے ہوئے دودھ کی پھٹکی سے بنتا ہے۔

Creem-cheese ؎ Lemon juice ؎

ترکیب یہ ہے کہ کچے دودھ کو پھاڑ لیا جاتا ہے۔ پھٹکی کو ایک باریک کپڑے میں ڈال کر خوب نچوڑ لیتے ہیں تا کہ ترش پانی باقی نہ رہے پھر کپڑے کو کھول کر پھٹکی نکال لی جاتی ہے اور اُسے کسی چینی یا پتھر کے برتن میں ڈال کر مناسب مقدار میں نمک کسی بانس یا لکڑی کے چوڑے چاقو سے خوب ملا دیتے ہیں اسکے بعد اُسے پھر باریک کپڑے میں باندھکر ایک صاف چوڑے لکڑی کے تختے پر بچھاکر اُوپر ایک وزنی تختے سے دبا دیتے ہیں۔ جبتک ترش پانی قطعی خارج نہیں ہو جاتا بار بار تختہ کو دباتے رہتے ہیں۔ جب پانی نکلنا بند ہو جاتا ہے تو گرما نکال لیتے ہیں اور تازہ استعمال میں لاتے ہیں یہ گرما تازہ ہی خوش ذائقہ ہوتا ہے۔ دیر تک رکھنے سے اس کی لذت میں فرق آجاتا ہے +

پنیر۔ اہل ہند پنیر کو بہت ہی کم استعمال کرتے ہیں۔ یوروپین اصحاب اس کے ایک حد تک شائق ہوتے ہیں۔ ان کے لیئے یہ زیادہ تر ممالک غیر سے آتا ہے۔ ہندوستان کے میدانوں میں سوائے جاڑوں کے گرمیوں میں یہ مشکل سے طیار ہو سکتا ہے۔ البتہ پہاڑوں میں موسم گرما میں بھی اسے بنا سکتے ہیں۔ انگلستان کے کئی مقامات (مثلاً چیڈر۔ ڈربی شائر۔ چیشائر وغیرہ) پنیر کے لیئے مشہور ہیں۔ انگلستان اور دیگر ممالک یوروپ میں جسطرح پنیر بنتا ہے اگر اُس کی مفصل ترکیب لکھی جاوے تو اہل ہند میں سے

Cheese & Cheshire & Derbyshire & Chedder &

شاید ہی کوئی اُسے چھُونا بھی پسند کرے۔ پنیر کے بنانے میں زیادہ ضرورت رَسّے منٹ[1] کی ہوتی ہے۔ یہ مذبوح مویشیوں کے معدوں کی رقیق آلائشوں سے طیار کیا جاتا ہے۔ اسی طرح پروفیسر شلڈن صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ انگلستان کے مشہور و معروف چیڈرچیز کی صورت پر ممالک متحدہ امریکہ میں ایک پنیر بنایا جاتا ہے جسکا نام اوُلی او مارسگے رائین[2] چیز ہے۔ اِس میں خوک کی چربی اور مذبوح حیوانات کی وہ چربی جسے قصّاب فضلہ سمجھکر پھینکدیتے ہیں شامل ہوتی ہے +

حال میں معتبر ذریعہ سے معلوم ہوا ہے کہ رسے منٹ محض نباتاتی اجزاء سے ہندوستان میں طیار ہونے لگا ہے اس سے جو پنیر بنایا جاویگا اُس کے استعمال میں شاید ہی کسیکو تامل ہو۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ اہل ہند بالطبع پنیر کے شایق نہیں ہیں +

مُوذی کِرم

گائیوں۔ بیلوں اور بچھڑوں کو مُوذی کِرم سے محفوظ رکھنا چاہیئے ورنہ یہ بہت جلد دُبلے۔ کمزور بد مزاج اور مریض ہو جاوینگے۔ کئی قسم کے کِرم ایسے باریک ہوتے ہیں کہ وہ یک بیک نظر نہیں آسکتے جب مویشی اپنے بدن کو دیوار یا کسی اور شئے سے رگڑیں یا رگڑنا

[2] Oleomargarine [1] Rennet

چاہیں تو سمجھ لینا چاہیئے کہ مُوذی کرم انہیں ستاتے ہیں۔سب سے بہتر ترکیب یہ ہے کہ گاؤ خانہ کو نہایت صاف رکھیں۔مویشیوں کا جسم روزمرّہ دو مرتبہ بُرش سے صاف کرا دیا کریں اور حسب موقعہ اُنھیں نہلا دیا جاوے۔ باریک کرم دُور کرنے کے لیئے یہ ترکیب کارگر ثابت ہوئی ہے کہ پانی میں مناسب مقدار میں فی نائل ڈال کر مویشیوں کے تمام جسم پر مل دیا جاوے یا مندرجۂ ذیل نسخہ طیّار کر رکھیں۔ وقت ضرورت کام میں لا سکتے ہیں۔

روغن سرشف (سرسوں کا تیل)...........	۸	چھٹانک
سپرٹس اوف ٹرپن ٹائن	۴	"
گم کیمفر........................	۲	"
پسی ہوئی گندھک.....................	۴	"
فی نائل..........................	۱	"

اِن جملہ اشیاء کو خُوب ملا کر مویشیوں کے جسم پر ملنا دافع کرم ثابت ہوگا۔ کُتّوں کی کِلنیاں بھی مویشیوں کو چمٹ جاتی ہیں۔یہ زیادہ تر تھنوں کے پاس اِین پر اور کہنوں کے اِرد گرد پائی جاتی ہیں۔ مویشی اُن مقامات کو رگڑ کر اُنہیں دُور بھی نہیں کرسکتے۔ اِنہیں چمٹیوں یا ہاتھ سے فی الفور دُور کرا دینا اشد ضروری ہے۔ زاں بعد ایک حصّہ فی نائل میں بیس حصّے پانی ملا کر اُس جگہ کو خُوب دھو دینا چاہیئے +

Gum camphor ³ Spirit of turpentine ² Phenyle ¹

مکھیاں اور مچھّر بھی مویشیوں کو کسیقدر گرمیوں اور زیادہ تر برسات میں ستایا کرتے ہیں۔ ان کا علاج یہی ہے کہ جگہ اِن دنوں خوب صاف رکھیں صبح وشام گندھک۔ لوبان یا گوگل گاؤ خانہ میں جلادیا کریں۔ عام طور پر یہ کیا جاتا ہے کہ آگ جلاکر اُوپر سے کسیقدر تر بھوسہ اور لید وغیرہ ڈال دیتے ہیں۔ اس طرح دُھواں بہت اُٹھتا ہے اور مکھیاں مچھّر وغیرہ دُور ہوجاتے ہیں۔ اِس دُھوئیں کی وجہ سے مویشیوں کی آنکھوں کو نقصان پہونچتا ہے اور اُنہیں سانس لینے میں بہت تکلیف ہوتی ہے۔ گندھک لوبان گوگل وغیرہ جلانے سے اُنہیں کسی طرح کا گزند نہیں پہونچتا +

اپنے گاؤ خانہ کے مویشیوں کو کسی حالت میں غلیظ دیہاتی یا عام مویشیوں کے ساتھ ملنے یا چرنے کی ہرگز اجازت نہیں دینی چاہیئے۔ اگر اس امر کی احتیاط نہیں رکھی جاویگی تو کئی موذی کرم اِن کو چمٹ جاوینگے اور اُن کا مختلف مُتعدی عارضوں میں مُبتلا ہو جانا قرین قیاس ہے +

جہاں مویشی باندھے جاویں وہاں گوبر دیر تک پڑا رہنا نہیں چاہیئے۔ اسے اُٹھواکر دُور کھاد کے گڑھوں میں ڈلوادیں۔ اس کا بہترین استعمال کھاد کے طور پہ ہی سمجھا جاتا ہے۔ اگر زمیندار اِسے کُلیتًا کھاد کے کام میں ہی لاویں تو اُن کی فصل اس قدر زیادہ ہوگی۔ کہ وہ اس کے نفع سے جلانے کے لیئے بآسانی کوئلے اور

لکڑیاں خرید سکینگے۔ گوبر کا جلانا ٹھیک نہیں ہے۔ کھاد کے گڑھے گاؤ خانہ اور سکونتی مکانات سے بہت فاصلہ پر ہونے چاہئیں۔ گوبر ڈلوانے کے بعد ساتھ کے ساتھ اِن پر خُشک مٹی ضرور ڈلوا دینی چاہیئے ورنہ کھاد کے قیمتی اجزاء زائل ہوجانے کے علاوہ بیماری پھیلنے کا اندیشہ رہتا ہے۔ نیز کھاد کے گڑھے نشیبی مقامات اور کنوؤں اور تالابوں کے نزدیک نہیں ہونے چاہئیں ٭

امُور متفرق

مسٹر آئزا لوٹمنڈ صاحب کی رائے ہے کہ ہندوستان کی گائیوں کا دُودھ انگلستان اور امریکہ کی اعلےٰ سے اعلےٰ نسل کی گائیوں کے دُودھ سے کسی بات میں کم نہیں ہوتا۔ وہاں کے درجۂ اول کے دُودھ سے یہاں کا اول درجہ کا دُودھ ہر صُورت میں مقابلہ کرسکتا ہے اور کسی حالت میں کمتر ثابت نہیں ہوسکتا۔ ہندوستان کی بہت سی گائیں جرسی گایوں کی (جنہیں ممالک یوروپ میں لاثانی قرار دیا جاتا ہے) برابری کا دعوےٰ کرسکتی ہیں۔ پس یہاں کی گائیوں کو خاطر میں نہ لانا اور ممالک غیر کی گایوں کے منگوانے کی فکر میں رہنا صحیح نہیں ہے۔ یہیں کی عمدہ نسل کی گائیوں اور بیلوں کی ترقی اور افزایشِ نسل کی جانب متوجہ ہونا عین مناسب ہے ٭

ہندوستان میں تجارت کی غرض سے بھی کثیر تعداد میں گائیں پالنا سراسر نفع کا کام ثابت ہو سکتا ہے بشرطیکہ مالک اور کارکن تجربہ کار مستعد۔ معاملہ فہم اور جز رس ہوں۔ نیز انہیں اس کام سے خاص شوق اور مس ہو۔ ایسے نہوں کہ کسی کے سبز باغ دکھانے سے اس کام میں اپنا سرمایہ لگاویں اور ازاں بعد خسارہ کی جا بجا شکایت کریں۔ ایسے کارخانجات کی کامیابی کا حصر زیادہ تر زہن چارہ اور محنت پر ہوا کرتا ہے۔ یہ سب سامان یہاں حسب دلخواہ مہیا و موجود ہیں۔ ہر شخص کو بآسانی اور بکفایت تمام میسر آسکتے ہیں۔

تجارت کی غرض سے بڑے گاؤ خانے قائم کرنے سے پیشتر مالکوں یا منتظموں کیلئے عین ضروری ہے کہ وہ یہاں کے سرکاری یا ذاتی گاؤ خانہ میں سال دو سال کام دیکھیں۔ جب ہر ایک راز بخوبی ذہن نشین ہو جاوے اور جملہ نشیب و فراز سمجھ میں آجاویں اور دل کو یہ تقویت حاصل ہو جاوے کہ بلا امداد غیرے اطمینان کے ساتھ کام چلایا جاسکتا ہے تو اجراء کار خانہ میں ذرہ تامل اور تساہل نہیں ہونا چاہیئے۔ کارخانہ کے لئے جگہ تجویز کرنے میں کئی امور کا لحاظ رکھنا لازمی ہے۔ اگر محض دودھ مکھن اور بالائی طیار کرنے کے لئے اجراء کارخانجات مدّ نظر ہیں تو یہ ریلوے سٹیشنوں اور بڑے بڑے شہروں اور چھاؤنیوں کے متصل ہونے چاہئیں۔ جس جگہ یہ قائم کئے جاویں وہ جگہ نشیب میں نہو۔ آب و ہوا اگر ناقص ہوگی تو

مویشی تندرست نہیں رہ سکینگے - اوسط درجہ کے گاؤ خانہ میں سَو گائیوں سے کیا کم ہوسکتی ہیں - ایسے گاؤ خانہ کی قائمی کے لئے پچاس ہزار روپیہ کے سرمایہ سے کام بخوبی تمام چل سکتا ہے - یوں پچیس۲۵ تیس۳۰ گائیوں کا ایک مختصر سا گاؤ خانہ دس۱۰ پندرہ ہزار میں بھی قایم ہوسکتا ہے - سَو گائیوں کے چارہ کے لیئے دو ایکڑ فی گائے کے حساب سے دوسَو۲۰۰ ایکڑ زمین کا انتظام کر لینا لازمی ہے - جہانتک ممکن ہوسکے یہ زمین گاؤ خانہ سے زیادہ فاصلہ پر نہو - اِس زمین کو تین حصّوں میں تقسیم کرنا چاہیئے - ایک حصّہ چراگاہ قرار دینا موزوں ہوگا - باقی دو حصّوں میں مختلف اقسام کے چارہ کی کاشت کرائی چاہیئے - اِس زمین میں اگر جا بجا بڑے بڑے سایہ دار درخت ہوں تو کیا بات ہے - حسب ضرورت مویشی اُن کے سایہ کے نیچے آرام کر سکتے ہیں - حُسن اتفاق سے اگر گاؤ خانہ کے لئے زمین اور مکانات واجبی کرایہ پر مل سکیں تو سرمایہ زیادہ نہیں لگانا پڑیگا - چھاؤنیوں میں اکثر دیکھا جاتا ہے کہ فوجی افسروں کی سرپرستی حاصل کر کے بعض اشخاص گاؤ خانجات قائم کر دیتے ہیں یہ صرف جگہ کا انتظام کر لیتے ہیں یا چند ضروری کلیں منگوا لیتے ہیں - گائے ایک نہیں خریدتے - گھوسیوں اور گوالوں سے دُودھ کا ٹھیکہ کر لیتے ہیں - اُن سے اِنکا معاہدہ ہوجاتا ہے کہ مویشی شب و روز گاؤ خانہ میں رکھنے پڑینگے اور خوراک گاؤ خانہ کے کارکنوں کے رُوبرو کھلانی پڑیگی - نیز اُن کی جملہ ہدایات کی پابندی

سلہ ملاحظہ فرمایئے کتاب "گھاس چارہ" مطبوعہ امپیریل بُک ڈپو - چاندنی چوک - دہلی

لازمی ہوگی۔ علےٰ ہذا۔ مویشیوں کے ہرج مرج اور تلف ہو جانے کے نتائج کے ذمّہ وار مالکان مویشی ہوتے ہیں۔ اِن گھوسیوں اور گوالوں کو مویشی خریدنے یا ذاتی ضروریات کیلئے بقدر مناسب پیشگی روپیہ دینے میں تامل نہیں کیا جاتا۔ اس پیشگی کی وجہ سے وہ بہت کچھ قابُو میں رہتے ہیں۔ اس طریق سے گاؤ خانجات کے مالکوں کو فائدہ ضرور رہتا ہے مگر زیادہ نہیں +

گاؤ خانہ میں ایک جانب مویشیوں کا شفا خانہ لازمی امر ہے۔ اوسط درجہ کے گاؤ خانہ میں کم ازکم ایک سلوتری کا ہونا بھی لازمی ہے گاؤ خانہ کے مویشیوں کو کسی حالت میں باہر کے مویشیوں کے ساتھ چرنے یا میل ملاپ کا موقعہ نہیں دینا چاہیئے۔ نیز اگر باہر سے خرید کر مویشی گاؤ خانہ میں لائے جاویں تو کم ازکم دس بارہ دن اُنہیں بالکلُ علیحدہ رکھا جاوے اِس عرصہ میں اُن کی صحت۔ عادات اور حسُن و قبح کی کیفیت بہت کچھ ظاہر ہو جاویگی ازاں بعد جیسا مناسب سمجھا جاوے کیا جاوے۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ گاؤ خانہ کے لیئے مویشی دُور دراز علاقجات میں خریدے جاتے ہیں۔ خریدتے وقت اُنکی نسل۔ صحت وغیرہ کی جانب سے اپنا اطمینان کر لیا جاتا ہے۔ منزل بمنزل طے مسافت کرتے ہوئے اُنہیں گاؤ خانہ میں لاتے ہیں۔ یہاں آتے ہی (یا کچھ عرصہ بعد) یہ پایا جاتا ہے کہ یہ مُختلف عارضوں میں مُبتلا ہیں۔ اصل باعث یہ ثابت ہوتا ہے کہ لانیوالے احتیاط سے کام نہیں لیتے۔ اُنہیں راستہ میں

جگہ جگہ کے مویشیوں کے ساتھ خلا ملا ہونے دیتے ہیں۔ ذرہ بھی نہیں روکتے۔ اِس امر کا انسداد اشد ضروری ہے۔ جہانتک ممکن ہوسکے مویشیوں کو راستہ میں سڑکوں پر اور نالیوں میں ہرگز چرنے نہ دیا جاوے ✣

مسٹر آئیزا ٹوپڈ صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ انگلستان اور امریکہ کی نسبت ہندوستان میں دُودھ اور مکھن کا نرخ گراں ہے۔ یہاں گاؤ خانہ میں سرمایہ کم لگانا پڑتا ہے اور منافع زیادہ ہوتا ہے۔ انگلستان اور امریکہ میں معاملہ برعکس ہے۔ انگلستان میں ساڑھے بارہ سیر سے لیکر بیس۲۰ سیر دُودھ تک صرف آدھ سیر مکھن نکلتا ہے۔ ہندوستان میں آدھ سیر مکھن چھ۶ سیر سے بارہ۱۲ سیر دُودھ سے نکل آتا ہے ✣

بڑے بڑے شہروں اور چھاؤنیوں کے قریب جو گاؤ خانے دُودھ مکھن کی تجارت کی غرض سے قائم کئے جاتے ہیں انھیں گھی بنانے میں فائدہ نہیں ہوسکتا۔ دُودھ مکھن اور بالائی اچھے داموں فروخت ہو جاتی ہے ✣

بھینسیں ہرگز گاؤ خانہ میں داخل نہیں کرنی چاہئیں۔ حکماء کے تجربات سے یہ امر پایہ ثبوت کو پہونچ گیا ہے کہ بھینسوں کا دُودھ انسان کے خُون میں بہت زیادہ حرارت پیدا کر دیتا ہے ✣

مسٹر ہاؤمین صاحب نے ۱۸۹۰ء میں بعد تحقیقات کامل گورنمنٹ ہند کی خدمت میں یہ عرضداشت پیش کی تھی کہ سرکاری گاؤ خانوں میں بھینسوں کو قطعی نہ رکھا جاوے۔ اِن کا دُودھ بچوں اور مریضوں

کے حق میں بالخصوص نہایت مُضر ثابت ہوتا ہے
اور جو اشخاص اِسے متواتر استعمال کرتے ہیں وہ عوارض جگر
اور امراض صفراوی میں جلد مُبتلا ہو جاتے ہیں۔ البتہ بھینس
کے دُودھ کی چھاچھ (جس میں سے مکھن نکال کر بہت سا پانی
ملا دیا گیا ہو) چنداں مُضر نہیں ہوتی۔ جو لوگ گھوڑوں کی نسل
کشی کرتے ہیں وہ بچھیروں بچھیریوں تک کو بھینس کا دُودھ
پلانا پسند نہیں کرتے ان کا عقیدہ ہے کہ اس کے پلانے سے
اُن میں گرمی اور تکان کے برداشت کرنے کی تاب بہت کم
ہو جاتی ہے +

یہ صحیح ہے کہ بھینسیں گایوں کی نسبت زیادہ دودھ
دیتی ہیں۔ اُن کا دُودھ گاڑھا ہوتا ہے اور اس میں سے مکھن
زیادہ نکلتا ہے مگر یہ بھی غلط نہیں ہے کہ اُن کی نسبت
اِن کی خوراک بھی زیادہ ہوتی ہے۔ گایوں کی نسبت یہ زیادہ
کمزور ہوتی ہیں۔ اُن کی نسبت اِن میں بیماریوں کے مقابلہ
کی طاقت بہت ہی کم ہوتی ہے +

بھینسوں کے کٹّے کٹیوں کو پالنا گائے کے بچھڑے بچھڑیوں
کی نسبت زیادہ مشکل ہے۔ بھینسوں کے مکھن اور گھی کی
گائے کے مکھن یا گھی سے کچھ نسبت نہیں ہوسکتی +

بکریوں کا دُودھ طاقت میں گائے کے دُودھ سے بھی زیادہ

ہوتا ہے۔ اور بڑا وصف اس میں یہ ہے کہ یہ زود ہضم ہوتا ہے۔ ثقیل نہیں ہوتا۔ مگر اس سے اگر اور کوئی شے طیّار کی جاوے تو وہ کسی شمار قطار میں نہیں ہوتا۔

مویشیوں کا علاج معالجہ جہاں تک ممکن ہو سکے سند یافتہ سلوتریوں سے کرانا چاہیئے یا بوقت ضرورت اعلیٰ درجہ کے تجربہ کاروں کی رائے پر کار بند ہونا عین واجب ہے۔ ہر شخص کی رائے پر بغیر سوچے سمجھے عمل کرنا شیوۂ دانشمندی سے بعید ہے۔ طب مویشی اور علاج المویشی وغیرہ کتابیں بھی بہت کچھ امداد دے سکتی ہیں۔ ان کو اپنے کتب خانہ میں رکھنا خالی از منفعت ثابت نہیں ہوگا۔

INDIAN GARDENING AND PLANTING
CALCUTTA

انڈین گارڈننگ اینڈ پلینٹنگ کلکتہ

اگر آپ چاہتے ہیں کہ چمن بندی۔ زراعت اور نخلبندی وغیرہ کا ایک ہفتہ وار انگریزی رسالہ مطالعہ کریں تو انڈین گارڈننگ اینڈ پلینٹنگ کلکتہ کو شوق سے خرید کیجیئے۔ یہ آپکو علاوہ پر منفعت معلومات کا ذخیرہ بہم پہنچانے کے مشیر۔ فلاسفر اور دوست تینوں کا کام دیگا۔ فی الحقیقت یہ ایک بیش بہا اور بینظیر رسالہ ہے اور تمام ہندوستان میں اپنے اغراض و مقاصد اور مضامین کے لحاظ سے فرد ہے۔ اس کے مالک اور اڈیٹر ایک شہرہ آفاق اور فاضل شخص ہیں جنکا نام نامی مسٹر ایچ سینٹ جان جیکسن ہے۔ فرمنجر صاحب کی فن باغبانی کی مشہور کتاب کی انھوں نے حال میں نظر ثانی کی ہے اور اس میں بہت کچھ اضافہ فرمایا ہے +

انڈین گارڈننگ اینڈ پلینٹنگ کلکتہ

ہر جمعرات کو واٹرلو سٹریٹ کلکتہ سے شائع ہوتا ہے۔ چندہ سالانہ بلا پیشگی ۱۶ روپیہ مقرر ہے ششماہی ۹ روپیہ۔ سہ ماہی پانچ روپیہ میعاد ادائگی چندہ پیشگی بصرف دو ماہ ہے ششماہی ایک ماہ اور سہ ماہی کے لئے صرف دو ہفتہ بعد ازاں بحساب مابعد محسوب ہوتا ہے۔ ایک عرصہ سے اس میں دس بارہ صفحہ چاء اور قہوہ کی کاشت اور تجارت اور مضامین زراعتی سے بھی لبریز ہوتے ہیں باایں ہمہ قیمت میں اضافہ نہیں کیا گیا خریداری کی درخواستیں انگریزی میں منیجر صاحب انڈین گارڈننگ اینڈ پلینٹنگ۔ کلکتہ۔ کی خدمت میں ارسال کرنی چاہئیں

زمانہ

قیصری پریس بریلی سے ہر مہینے میں ایکبار عمدہ اور دبیز ولایتی کاغذ پر شائع ہوتا ہے اسمیں ملک کے منتخب اور ہونہار مضمون نگاروں کے لکھے ہوئے ملکی۔ علمی اخلاقی وغیرہ ہر قسم کے نظم و نثر مضامین چھپتے ہیں۔ مشہور تصانیف پر تنقیدیں لکھی جاتی ہیں۔ "علمی خبریں نوٹس اور تذکرے" کے عنوان سے مشہور مصنفوں کی تصنیف اور تالیف کے متعلق دلچسپ واقعات معلومات انکی تجویزیں اور ارادے درج ہوتے ہیں و تازہ تصانیف اور جدید زیر طبع کتب کا اعلان ہوتا ہے۔ ملک کے قابل قدر رسالوں کے خاص خاص مضامین پر ہر ماہ باقاعدہ ریویو لکھا جاتا ہے اور اسطرح سے ناظرین کو کم سے کم صرف زر و وقت میں اہل ملک کے خیالات تحریرات سے مستفیض ہونیکا موقعہ دیا جاتا ہے **منتخبات** میں اردو کے علاوہ ہندی اور انگریزی وغیرہ رسالوں کے خاص خاص مضامین کا ترجمہ پیش کیا جاتا ہے۔ غرض ہر طرح سے اسکو ایک مفید ملک اور جامع میگزین بنانے کی کوشش ہو رہی ہے یہ کسی خاص مذہب و قوم کا رسالہ نہیں اسواسطے اسکے مضامین عام دلچسپی اور فائدہ کے ہوتے ہیں۔ حجم مضامین اور کاغذ وغیرہ کے لحاظ سے اردو میں یہ سب سے سستا رسالہ ہے۔ **قیمت** للعہ سالانہ پیشگی۔ نمونہ کا پرچہ مفت

درخواستیں بنام مینیجر رسالہ "زمانہ - کانپور" آنا چاہئیں

اشتہار کارخانہ پھلوار ایجنسی شہر سہارنپور

یہ کارخانہ بنام پھلوار ایجنسی عرصہ چودہ سال سے شہر سہارنپور میں جاری ہے اس کارخانہ میں اشیاء مفصلہ ذیل عمدہ اور شرطیہ سستی فروخت کیجاتی ہیں۔ باغ باغیچہ تیار کرنیکے لیئے ہر قسم کے میوہ دار حاشیہ باغ کے درختوںکے پیوندی تخمی۔ قلمی پودے اور سجاوٹ کی غرض کیلئے دیسی اور ولایتی پھولوں کی پود اور موسمی پھولونکے ولایتی بیج اور ہر قسم اور ہر موسم کی ترکاریوں کے تخم شرطیہ اور عمدہ تازہ۔ سہارنپور کے عمدہ اور نفیس قد سے دوچند بڑھ جانیوالے چانول جنکی بھی خوشبو سے دماغ معطر دل خوش ہو جاتا ہے۔ اور بنگلہ کوٹھیاں۔ کمرے۔ صحن چمن۔ پائیں باغکو خوشنما اور خوبصورت بنانا چاہیں پھول اور پتیوں دیسی اور ولایتی پودوں کے سجے سجائے گملے۔ محفل مکانات کمروں کی آرایش کے لیئے۔ آرایشی سفید یا سرخ لکڑی کا کندہ کیا ہوا سامان میز۔ الماریاں۔ تصاویر کے چوکٹے۔ دروازوں کی اوٹ (یا اسکرین) سنگاردان۔ قلمدان۔ صندوقچے جنکے نام اور قیمت کی فہرست کارخانہ ہذا سے معرفت سید شاہ علی منیجر کارخانہ کے صرف ۱ کا ٹکٹ آنے پر ارسال کیجاتی ہے۔ ہم نے عرصہ پانچ سال سے یہ بھی انتظام کیا ہے کہ شائقین کی خدمت میں تازہ بتازہ میوہ جات ہر موسم کے جُدا جُدا جنکے نرخ بذریعہ تحریر کے معلوم ہوسکتے ہیں صرف ایک پوسٹ کارڈ آنے پر ارسال کرتے ہیں۔

کارخانہ پھلوار ایجنسی سے سید شاہ علی منیجر کی اڈیٹری سے ایک ماہواری رسالہ مسمی بہ باغبان جسمیں باغبانی و زراعت کے فنون میں بحث کیجاتی ہے مبلغ دو روپیہ پیشگی وصول ہونے پر سال بھر تک جاری رہتا ہے۔ کارخانہ پھلوار ایجنسی سہارنپور میں سید شاہ علی منیجر کی معرفت باغات کی مرمت اور جدید باغات کی تیاری کا ٹھیکہ اور درختونکی بیماریوں کا علاج کیا اور لیا جاتا ہے جسکی اجرت بذریعہ تحریر کے طے ہوسکتی ہے۔

المشتہر۔ سید شاہ علی مالک و منیجر کارخانہ پھلوار ایجنسی شہر سہارنپور

GREAT EASTERN HOTEL Co.
CALCUTTA.

گریٹ ایسٹرن ہوٹل کمپنی لمیٹڈ۔ کلکتہ

یہ کارخانہ انگلستان کے مشہور و معروف سوداگران تخم میسرز سٹن اینڈ سنز کے کارخانہ کے پھولوں اور ترکاریوں وغیرہ کے بیج فروخت کرتا ہے +

میسرز سٹن اینڈ سنز نے بیجوں کی تجارت میں بڑا بھاری نام پیدا کیا ہے۔ اور اعلے درجہ کے تخم بہم پہنچانے کی وجہ سے اُن کی شہرت دُنیا کے تمام حصّوں میں پھیل گئی ہے۔ بیجوں کی عمدگی کی بنا پر اس نامی گرامی کارخانے کے مالکوں کو فرمانروائے سلطنت انگلشیہ کی جانب سے ایک خاص شاہی سند عطا ہوئی ہے۔ مندرجۂ عنوان گریٹ ایسٹرن ہوٹل کمپنی کلکتہ **صرف میسرز سٹن اینڈ سنز** کے کارخانہ کے بیج فروخت کرتی ہے۔ ہر ایک پھول۔ ترکاری۔ اور مصالحہ کے بیج ایسی ڈبیوں میں بند کئے جاتے ہیں کہ جن میں ہوا کا بالکل گذر نہ ہو سکے۔ محض اس غرض سے کہ بیجوں کی اصلی طاقت اور قوت نمو بدرجۂ غایت قایم رہے

حصول فہرست اور خریداری کی فرمائشیں انگریزی میں ذیل کے پتہ پر ارسال کرنی چاہئیں +

گریٹ ایسٹرن ہوٹل کمپنی لمیٹڈ۔ کلکتہ

عروج

مصنفۂ لالہ دیوی دیال صاحب

یہ ایک ایسا بیش بہا اور بے نظیر ناول ہے کہ اُردو کے علم ادب میں اپنا ثانی نہیں رکھتا۔ اِس میں مطلق حسن و عشق کی داستان نہیں ہے اور نہ فرضی باتیں لکھی گئی ہیں۔ بلکہ روزمرّہ کے واقعات سے وہ اخلاقی نتائج نکالے گئے ہیں کہ جن پر غور کرنے اور عامل ہونے سے انسان دنیا میں کامیاب۔ نیک نام۔ اور خُرسند ہو سکتا ہے۔ تنگدستی میں ہنسی خوشی سے رہنا۔ کسی کا بیجا شکوہ و شکایت نہ کرنا۔ شکر کے ساتھ بسر اوقات کرنا۔ اور خُدا پر بھروسہ رکھنا۔ ہر ایک کام کو دیانتداری شوق اور خوش اسلوبی سے کرنا۔ والدین کی دل و جان سے اطاعت و فرمانبرداری تحصیل علم و ہنر کا شائق رہنا۔ اپنی ذاتی کوشش و محنت اور بلند حوصلگی سے اپنے خاندان اور لواحقوں کو ادبار سے نکالکر عروج پر پہنچانا۔ طرح طرح کی مشکلات کو قوی ہمت دانشمندی اور تدبیر سے حل کرنا خود ضبطی و انکساری۔ سلامت روی و بردباری۔ فراخدلی و کفایت شعاری۔ نیک نیتی۔ اور دُور اندیشی۔ راست بازی و مُروّت۔ استقلال۔ اور اپنے آقا کی خیر خواہی اپنے ماتحتوں سے نیک سلوک اور عوام کو فائدہ پہنچانے کی خواہش وغیرہ اوصاف حمیدہ اِس عمدگی سے ظاہر کیے گئے ہیں۔ کہ پڑھنے سے دل پر بہت اچھا اور دیرپا اثر ہوتا ہے۔ قیمت ۱۲ار

فرمائشیں پتہ ذیل پر آنی چاہئیں

جیون لال مینجر امپیریل بک ڈپو۔ چاندنی چوک۔ دہلی

ڈائرکٹر صاحب سررشتہ تعلیم پنجاب نے اسے امدادی و غیر امدادی مدارس کے لئے کتاب درسیہ قرار دیا ہے۔ نیز تمام صوبہ کے پرائمری مدارس کے کتب خانجات کے لئے اسے منظور فرمایا ہے +

حفظان صحت

اپنی اور اپنے گھر کی

مصنفہ ای ایم ۔ ہنڈلے صاحبہ پنجاب ٹکسٹ بک کمیٹی کے لئے مترجان سنٹرل ٹریننگ کالج لاہور نے ترجمہ کیا

یہ کتاب ہر شخص کو اپنے پاس رکھنی چاہیئے۔ اس کتاب میں حفظ صحت کے عام اصول وقاعدے اور طریقے مشرح درج ہیں۔ اس مضمون پر ایسی مستند کتاب آجتک نہیں چھپی۔ اگر اس کتاب کو مور صاحب کی فیملی مڈیسن کے طرز پر لکھا ہوا کہا جاوے تو بہت درست ہے، کیونکہ علاوہ تندرستی کے عام اصولوں کے بیماریوں اور اُن کے علاج کا بھی ذکر ہے۔ زیادہ تعریف فضول ہے جو صاحب ملاحظہ فرماوینگے خود نتیجہ نکال سکتے ہیں

حجم کتاب کا ۳۵۳ صفحے قیمت علاوہ محصول ڈاک ۸ر طبع شدہ ۱۹۰۶ء

اشتہار کتب

بموجب سرکلر نمبر ۲۵ بی وسیریل نمبر ۱۵۷ بی از پیشگاہ جناب ڈائرکٹر صاحب بہادر پنجاب یونیورسٹی عام اطلاع دیجاتی ہے کہ مندرجہ ذیل کتب جنکو ٹکسٹ بک کمیٹی لاہور نے منظور فرماکر سفارش فرمائی ہے طلباء مدارس پرائمری کے واسطے نہایت مفید ثابت ہوئی ہیں لہذا التماس ہے کہ مدرسان مدارس پرائمری انکی خریداری واجرائے کی طرف توجہ فرماکر مندرجہ ذیل پتہ سے طلب فرمائیں۔

آبحیات	عہ	سوانح عمری حضرت ملکہ معظمہ وکٹوریہ مسٹر سایم صاحب		بھول مصنف ایضاً	عہ	فلسفۃ التعلیم	عہ
اردو دی معلی	عہ			سبزی ترکاری "	۸ر	حیات سعدی	عہ
قرأت العروس	۸ر	باغبانی کا رسالہ رائے ناتھو رام	عہ	درخت "	۸ر	کلیات الطاف حسین حالی صاحب	۸ر
نبات النعش	۷ر	رسالہ گندم لالہ رام چند گپتا	۱۰ر	گھاس چارہ "	۸ر	مصباح القواعد	عہ
توبۃ النصوح	۷ر	دودھ دہی مکھن	۶ر	دربار اکبری	[illegible]	سفرنامہ حکیم برنیر	[illegible]
نیرنگ خیال	۵ر	حفظان صحت اپنی اور اپنے گھر کی	۸ر	گلزار نونہال	۸ر	سفرنامہ ابن بطوطہ	ع
رسوم ہند	۱۰ر	ارض النجوم اردو	عہ	اطوار بازیچہ	عہ	فسانہ آزاد کامل	عہ
مخزن المحاورات	عہ	عروج مصنف لالہ دیوی دیال	۱۲ر	علم التعلیم	۸ر		

امپیریل بک ڈپو بازار چاندنی چوک دہلی سے طلب فرما کر ممنون کیجے